REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ۔ وَعَلٰی عَبْدِهِ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP—23.

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۴۱

شمارہ ۴۷

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ

سالانہ ۱۰۰ روپے

بیرونی ممالک:-

بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن

بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان - ۱۴۳۵۱۶

۲۳ جمادی الاوّل ۱۴۱۳ ہجری ۔ ۱۹ نبوت ۱۳۷۱ ہش ۔ ۱۹ نومبر ۱۹۹۲ء

اخبارِ احمدیہ

لنڈن ۱۳ نومبر۔ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

آج مسجد فضل لنڈن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خیانت کے بدنتائج کا ذکر کرتے ہوئے اس سے بچنے کی تاکید فرمائی۔ اس ضمن میں حضور پُرنور نے مشرقی ممالک بالخصوص پاکستان اور ہندوستان میں گندی نظموں اور فحاشی کے بڑھتے ہوئے رُجحان کا ذکر فرمایا۔ حضور انور نے فرمایا کہ جو رپورٹیں مجھے ملتی رہتی ہیں ان کے مطابق بعض احمدی گھرانے بھی اس بیماری کا شکار ہیں۔ حضور نے نظامِ جماعت کو ہدایت فرمائی کہ (باقی دیکھئے ص۱۵ پر)

ٹورانٹو (کینیڈا) میں احمدیہ مسجد "بیت الاسلام" کا عظیم الشان افتتاح

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ اور نمازِ جمعہ سے مسجد کا افتتاح فرمایا

مکرم عبدالمالک صاحب نمائندہ الفضل نے ٹورانٹو (کینیڈا) سے اطلاع دی ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۶ اکتوبر بروز جمعہ ٹورانٹو (کینیڈا) کی عظیم الشان مسجد کا افتتاح فرمایا۔ حضور انور نے دنیا کے مختلف ممالک سے آئے ہوئے احمدی احباب کی موجودگی میں مسجد "بیت الاسلام" کا افتتاح نمازِ جمعہ سے کیا۔

یہ مسجد جو ۲۵ ایکڑ رقبہ میں ہے دو ہزار گز مربع جگہ پر تعمیر کی گئی ہے۔ مسجد کے قریب کینیڈا کی سب سے بڑی سیرگاہ اور بچوں کا پارک ہے جس کا نام WONDER LAND ہے۔ ہزاروں لوگ سینکڑوں میل کا سفر طے کر کے اس جگہ کو دیکھنے آتے ہیں۔

۱۶ اکتوبر کے مبارک دن جب حضور انور مسجد بیت الاسلام کا افتتاح فرما رہے تھے دنیا کے پانچ براعظموں کے کئی ملکوں نے براہِ راست بذریعہ سٹیلائٹ حضور انور کا خطبہ سُنا اور اس تقریب کو بچشمِ خود مشاہدہ کیا۔ مسجد میں تِل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ کینیڈا کی حکومت نے اس موقع پر بے نظیر تعاون کا مظاہرہ کرتے ہوئے مسجد بیت الاسلام کے افتتاح کے دن کو AHMADIYYA MUSLIM MOSQUE DAY اور اس ہفتہ کو AHMADIYYA MUSLIM MOSQUE WEEK کے طور پر منایا۔ اس افتتاحی تقریب میں وہاں کے منسٹرز۔ میئرز۔ ممبرانِ پارلیمنٹ اور ملک کے کئی دانشور حضرات شریک ہوئے۔ ۱۸ اکتوبر کو تمام معزز مہمانوں کو ظہرانہ دیا گیا۔ جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی ازراہِ شفقت شامل ہوئے۔ اس موقع پر تبلیغی نمائش کا اہتمام بھی کیا گیا۔ جسے معزز مہمانوں نے بغور دیکھا اور متاثر ہوئے۔

اس موقع پر مکرم چوہدری حمید نصر اللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور (پاکستان) نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمتِ اقدس میں ایک شیلڈ پیش کی جس میں مسجد "بیت الاسلام" کا نہایت خوبصورت ماڈل بنا ہوا تھا۔ ایک طرف کینیڈا کا جھنڈا اور دوسری طرف جماعت احمدیہ عالمگیر کا جھنڈا بنا ہوا تھا۔ حضور انور نے یہ ماڈل اپنے دستِ مبارک سے تمام حاضرین کو دکھایا اور جماعت احمدیہ کینیڈا کی طرف سے شکریہ ادا کیا۔

ملک کے T.V. اور اخبارات نے اس تقریبِ افتتاح کی خبر کو نہایت شاندار طور پر پیش کیا۔ ۱۸ اکتوبر کے اخبار "THE TORANTO STAR" نے حضور انور اور مسجد بیت الاسلام کی مکمل تصویر مع تفصیلی خبر کے شائع کی جس میں لکھا کہ:

"مسلمانوں کی عبادت گاہ ہر اُس انسان کا خیر مقدم کرتی ہے جو خدائے واحد کی عبادت کرتا ہے۔"

اس اخبار کی اشاعت دس لاکھ روزانہ ہے۔

۲۳ اکتوبر کی شام ۶ بجے حضور پُرنور کینیڈا سے تشریف لے گئے۔ حضور انور اجتماعی دُعا کے ساتھ روانہ ہوئے۔ پُرجوش نعروں سے احباب نے حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ کو الوداع کہا۔

بوسنیا میں مسلمانوں کا قتلِ عام ہو رہا ہے

ایسے مظالم توڑے جا رہے ہیں جو ہٹلر کے دَور کو بھی شرماتے ہیں

خلاصہ خطبہ جمعہ امام جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

امام جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے بوسنیا کے مسلمانوں پر توڑے جانے والے دردناک مظالم پر اپنے گہرے قلبی دُکھ اور تکلیف کا اظہار کیا۔ اور دنیا بھر کے مسلمانوں کی توجہ بوسنیا کے مظلوم مسلمانوں کی طرف مبذول کراتے ہوئے فرمایا کہ دُنیا کے اس خطہ میں مسلمانوں کا قتلِ عام ہو رہا ہے۔ اور ایک سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت پوری قوم کو ملیامیٹ کیا جا رہا ہے۔ بچوں، بوڑھوں، عورتوں اور مردوں پر ایسے مظالم توڑے جا رہے ہیں جو ہٹلر کے دَور کو بھی شرماتے ہیں۔ اور اس تمام ظلم کی وجہ صرف اسلام ہے۔ آپ نے سورۃ "الحج" کی آیات اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ ..... يَقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ۔ (۴۰-۴۱)

ترجمہ:- "اجازت دی جاتی ہے اُن لوگوں کو جن کے خلاف تلوار ظلم کے طور پر اُٹھائی گئی اور لوگوں کو اُن کے گھروں سے محض اس لئے نکالا گیا کہ انہوں نے کہا اللہ ہمارا رب ہے۔"

اس آیت کی روشنی میں جہاد بالسیف کے بارہ میں اسلامی تعلیم کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ آج بوسنیا کے حالات ایسے ہیں جن میں ان مظلوموں کو جہاد بالسیف کا اِذن ہو چکا ہے۔ اور ان کی تمام جوابی کارروائی اسلامی اصطلاح میں جہاد قرار دی جائے گی۔ آپ نے فرمایا کہ حیرت اور افسوس کی بات یہ ہے کہ مسلمان حکومتیں اس معاملہ میں بالکل خاموش ہیں اور کسی ایک نے بھی یہ اعلان نہیں کیا کہ جس حق کی اسلام نے مسلمانوں کو (باقی دیکھئے ص۱۵ پر)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۹ر نبوت ۱۳۷۱ ہش

جلسہ سالانہ قریب آرہا ہے!

آج سے تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد جلسہ سالانہ اپنی تمام تر روحانی برکتوں اور عظمتوں کے ساتھ دُور و نزدیک سے آنے والے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معزز مہمانوں کو قادیان کی مقدس بستی میں اکٹھا کر دے گا جہاں تمام کالے گورے، مشرقی مغربی، عربی وعجمی، دنیا کے تمام فاصلوں، رنگوں، نسلوں، خطوں اور طبقوں کی حدود کو نظر انداز کرتے ہوئے صرف اور صرف احمدی بھائی کی حیثیت سے تین روز تک ذکرِ الٰہی، تہجد اور نماز باجماعت کے علاوہ ربانی باتیں سُننے کے لئے اکٹھا ہوں گے۔ ہر ایک کی زبان پر محض اللہ اور اُس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا نام ہوگا۔ سفر کی تمام تر تکالیف اور صعوبتوں سے صرفِ نظر کرکے اور شدید سردی کو برداشت کرتے ہوئے، گھاس کے بچھونوں پر اُٹھتے بیٹھتے ہر ایک کے دل میں صرف یہی ایک خواہش ہوگی کہ وہ ان ایامِ مبارکہ کو غلبۂ اسلام کے لئے دُعاؤں میں گزار دے۔

ہم نے کئی سیاسی، سماجی اور مذہبی جلسے دیکھے ہیں جہاں سامعین کی کثرتِ تعداد صرف اور صرف نغموں، غزلوں، قوالیوں یا ایسی موسیقی سُننے کے لئے اکٹھی ہوئی ہوتی ہے جو نسوانی آوازوں سے مزین ہو۔ ہاں بعض جلسوں میں برائے نام معتقدین ایسے بھی ہوتے ہیں جو صرف مذہبی احترام یا اپنے جذبے کی تسکین کی خاطر بیٹھے ہوتے ہیں۔ لیکن جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ جس نے دیکھا ہو اور وہ منصف مزاج بھی ہو تو یقیناً اِس بات کی گواہی دے گا کہ اس جلسہ کے سامعین کی بھاری تعداد باوجود اس کے کہ جلسہ میں کوئی غزلیں، قوالیاں یا موسیقی کا پروگرام نہیں ہوتا، ہمہ تن گوش بنی رہتی ہے۔ گزشتہ سال جب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تشریف لائے تھے تو حالت اور بھی عجیب تھی۔ اختتامی اجلاس کے وقت جلسہ گاہ میں اندھیرا ہو چکا تھا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دریافت فرمایا کہ وقت کچھ زیادہ ہو چکا ہے۔ اس کے جواب میں احبابِ جماعت نے تو "نعرۂ تکبیر اللہ اکبر" کے فلک بوس نعرے لگا کر جواباً عرض کیا کہ امیر المومنین! آپ خطاب جاری رکھیں۔ لیکن سکھ بھائیوں نے بھی "جو بولے سو نہال۔ ست سری اکال" کا نعرہ لگا کر حضور پُرنور سے خواہش ظاہر کی کہ حضور اپنے روح پرور خطاب کو جاری رکھیں۔

اس میں شک نہیں کہ جلسہ سالانہ ہم احمدیوں کے لئے کئی قسم کی رُوحانی، جسمانی برکتوں کو سمیٹ کر لے آتا ہے۔ اور ان تین دنوں میں ایک سال کا فاصلہ یوں سمٹ جاتا ہے مانو یہ تین دن آئندہ پورے سال کے لئے ایک رُوحانی توشہ کی طرح ہیں۔ ہر بھائی جو اس روحانی جلسہ میں شامل ہُوا ہے اس نے یقیناً ایسا محسوس کیا ہوگا ——— اعلاناتِ نکاح، مختلف خاندانوں میں آپس میں رشتہ داریوں کا قیام، فوت شدہ بھائیوں کے لئے دُعائے مغفرت، ربانی تقاریر سے استفادہ، اتحاد و اتفاق کا قیام، قبولِ احمدیت کرنے والے نئے چہروں سے تعارف، اشاعتِ اسلام کے لئے مفید مشورے، تبلیغ کا عمدہ موقع، جذبۂ مہمان نوازی اور خدمتِ خلق اس جلسہ سالانہ کے عظیم مقاصد و فوائد میں سے ہیں۔

بعض کوتاہ فہم اور متعصب مُلّاؤں نے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ احمدی قادیان میں حج کرنے کے لئے جاتے ہیں۔ اور یہ زیارتِ قادیان کو ہی حج کا قائم مقام سمجھتے ہیں۔ نہ صرف یہ کہ یہ مُلّاں اس معاملہ میں خود جھوٹ بولتے ہیں اور معصوم اور سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ بلکہ اِس صریح کذب بیانی کے ذریعہ احمدیوں کے مظلوم دِلوں کو بھی چھلنی کرتے ہیں۔ کوئی احمدی قطعاً اِس بات کو برداشت نہیں کرتا کہ اس کے متعلق یہ تصور بھی کیا جائے کہ وہ ارکان اسلام میں سے کسی ایک رُکن کی ادائیگی کو بھی اپنا جُزوِ ایمان نہیں سمجھتا۔ اس تمام تر جھوٹ کے ذریعہ بندگانِ خدا کو گمراہ کرنے اور احمدیوں کے دِلوں کو زخمی کرنے کا خمیازہ یقیناً اِن مولویوں کو بھگتنا ہی پڑے گا۔ لیکن اس بات سے صرفِ نظر کرتے ہوئے ہم صاف طور پر بیان کرتے ہیں کہ قادیان میں منعقد ہونے والا یہ جلسہ سالانہ جو اَب دُنیا کے کئی ملکوں میں اپنے اپنے ملک کی سطح پر بھی ہر سال منایا جاتا ہے یہ سالانہ جلسے اور رُوحانی اجتماعات جماعتِ احمدیہ صرف اور صرف اپنے افراد کی روحانی تربیت کے لئے منعقد کرتی ہے۔ یہ کہنا کہ یہ سالانہ جلسے حج کے مقابل پر ہیں سراسر جھوٹ اور بہتان ہے۔

یہ بھی ایک بدقسمتی ہے کہ عظیم الشان فوائد کے حامل اِس جلسہ سالانہ پر پاکستان کی ظالم حکومت نے ۱۹۸۴ء سے پابندی لگا رکھی ہے۔ چنانچہ اب پاکستان میں یہ سالانہ جلسے منعقد نہیں ہوتے۔ ایسا کرکے پاکستان کی "اسلامی" حکومت نے اپنے "اسلامی" ہونے کا عمدہ ثبوت دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں عقل و سمجھ عطا فرمائے۔ پاکستانی حکومت نے ظلم و ستم کی راہ سے اپنے ملک میں تو ان سالانہ جلسوں پر پابندی لگا دی ہے لیکن کیا اس میں یہ بھی طاقت ہے کہ یہ دنیا بھر میں پھیلی ہوئی جماعتہائے احمدیہ کے سالانہ جلسوں کو روک سکے اور وہاں سے براہِ راست حضرت امیر المومنین کے ٹیلی کاسٹ کئے جانے والے خطابات پر پابندی لگا سکے !؟ وہ خطابات جو اَب پاکستان کے لاکھوں شہری سُنتے اور دیکھتے ہیں۔ ایک دن انشاء اللہ پاکستان میں بھی جلسے شروع ہوں گے۔ پھر اُن جلسوں میں ان کی بدقسمتی کی داستانیں بیان ہوں گی۔

پس مبارک ہیں وہ احمدی جو جلسہ سالانہ میں شامل ہوکر اس کی برکات سے اپنی جھولیاں بھرتے ہیں۔ اب جبکہ جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۲ء کے انعقاد میں صرف ڈیڑھ ماہ کا قلیل عرصہ باقی رہ گیا ہے، احبابِ جماعت سے عاجزانہ درخواست ہے کہ وہ ابھی سے اِس عظیم جلسہ میں شمولیت کے لئے تیاری شروع کر دیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اِس رُوحانی جلسہ میں شامل ہونے والوں کے لئے درج ذیل دُعائیں کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان دعاؤں کا وارث بنائے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"بالآخر میں دُعا کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اِس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجرِ عظیم بخشے۔ اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دے اور ان کے ہم و غم دُور فرمائے اور ان کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہ ان پر کھول دے اور روزِ آخرت میں اپنے اُن بندوں کے ساتھ ان کو اُٹھاوے جن پر اُس کا فضل اور رحم ہو اور تا اختتامِ سفر اُن کے پیچھے اُن کا خلیفہ ہو۔

اَے خدا ذو المجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کُشا! یہ تمام دُعائیں قبول کر۔ اور ہمیں ہمارے مخالفین پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر ایک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین۔"

(اشتہار ۷ر دسمبر ۱۸۹۲ء)

(منیر احمد خادم)

اِس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں

"لازم ہے کہ اِس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لائیں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدرِ ضرورت لاویں اور اللہ اور اُس کے رسُول کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ حرجوں کی پروا نہ کریں۔ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت و صعوبت ضائع نہیں ہوتی۔

اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اِس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔ کیونکہ یہ اُس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔"

(اشتہار ۷ر دسمبر ۱۸۹۱ء)

خطبہ جمعہ

تبلیغ کا مقصد یہ ہے کہ کسی شخص کو جب تم مسلمان بناتے ہو تو ایسا مسلمان بناؤ کہ وہ تم سے محبت کرنے لگے

ساری دنیا کی جماعتوں کو میرا یہی پیغام ہے کہ اپنی تربیت کی طرف توجہ پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے

باہر کا مربی ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک کہ انسان کے اپنے دل میں ایک مربی نہ پیدا ہو جائے

از سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۹ رہجرت (مئی) ۱۳۷۱ ہش / ۱۹۹۲ء بمقام دینیہ (سپین)

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ احمدیت اپنے ایک ایسے دور میں داخل ہو رہی ہے جبکہ ہر احمدی خواہ بڑا ہو یا چھوٹا بالآخر انشاءاللہ تعالیٰ داعی الی اللہ بن جائے گا اور وہ دور پیچھے رہ جائے گا کہ جب احمدی یہ سمجھا کرتے تھے کہ تبلیغ کرنا مبلغ یا مربی کا کام ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ مبلغ اور مربی تو بہت بعد کی پیداوار ہے۔ احمدیت کا آغاز وہی اچھا آغاز ہے جو اسلام کے آغاز جیسا ہو کیونکہ

احمدیت اسلام ہی کے آغاز نو کا نام ہے

جب حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تشریف لائے تو ظاہری طور پر رسمی طور پر کسی واقفِ زندگی مربی کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا تھا۔ کوئی مدرسہ نہیں تھا سوائے اس روحانی مدرسہ کے جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جاری فرمایا اور جس کی درسی کتاب صرف قرآن تھی۔ اس کے سوا نہ کوئی مدرسہ تھا نہ کوئی اور کتب تھیں۔ حدیثیں بھی زبانی نصیحت کے طور پر آپ کے عشاق میں گھوما کرتی تھیں اور پڑھنے کے لئے حدیثوں کی کوئی کتاب بھی موجود نہ تھی۔ ایسی حالت میں اسلام پھیلا ہے کہ ہر وہ شخص جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر ایمان لایا اس نے آپ ہی کے رنگ اختیار کرنے کی کوشش کی جیسا مبلغ جیسا مربی آپ کو پایا ویسا مبلغ اور ویسا مربی بننا تو کسی دوسرے کے بس کی بات نہیں تھی مگر پوری دیانتداری کے ساتھ، پورے تقویٰ کے ساتھ، انتہائی خلوص کے ساتھ اپنی تمام صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اُن سب نے کوشش ضرور کی اپنے آقا و مولا کے قدم بہ قدم رکھیں اور جیسے آپ کو خدا کا پیغام پہنچانے کا اس قدر ولولہ تھا کہ لوگ کہتے تھے کہ اپنے رب کی محبت میں یہ پاگل ہو گیا ہے: عَشِقَ مُحَمَّدٌ رَبَّهُ۔ محمد تو اپنے رب پر عاشق ہو گیا ہے اور اسی کی تفسیر کرتے ہوئے کہتے تھے کہ یہ مجنون ہے۔ اِنَّكَ لَمَجْنُوْنٌ (سورۃ الحجر: آیت ۷) تُو تو مجنون ہے تجھے تو جنون ہو چکا ہے۔ بظاہر یہ ایک بہت ہی بیہودہ اور تکلیف دہ بات تھی لیکن درحقیقت اس میں ایک گہرا راز ہے اور ایک بہت عارفانہ نکتہ جسے انہوں نے عارفانہ نکتہ کے طور پر تو نہیں سمجھا جہاں تک اُن کی زبانوں کا تعلق ہے وہ ہرزہ سرائی تھی لیکن اس میں بہت گہرا عارفانہ نکتہ ہے کہ تبلیغ کا جنون اسی کو ہو سکتا ہے جب اپنے رب کا عاشق ہو جائے جو شخص اپنے رب کا عاشق ہو وہ لازماً اپنے عشق کی دُھن میں دنیا کو اس کی طرف بلاتا رہے گا اس سے بے نیاز اور قطع نظر کہ اُسے دنیا کیا کہتی ہے اور کیا سمجھتی ہے۔ پس ان دونوں باتوں میں ایک گہرا جوڑ ہے۔

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق سارا عرب جانتا تھا کہ اُن سب میں سب سے زیادہ صاحب عقل اور صاحب دانش تھے بچپن سے جوانی تک، جوانی سے پختگی کی عمر تک آپ نے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اپنے میں سے سب سے زیادہ امین سب سے زیادہ صدیق، سب سے زیادہ عقل اور حکمت کی باتیں کرتے ہوئے پایا۔ چنانچہ ہر ایسے مشورے کے لئے جس میں قوم کے لئے زندگی اور موت کا سوال ہوتا۔ یا ہر ایسے مشورے کے لئے جس کے لئے نظریں کسی معقول انسان کو صائب رائے کے لئے تلاش کیا کرتی تھیں تو بلاشبہ سب نظریں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی کی طرف اٹھا کرتی تھیں یہی نہیں بلکہ بچپن ہی سے آپ کی عقل و دانش کی ایسی دھاک بیٹھی ہوئی تھی کہ خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت بھی جب کہ آپ کی عمر چھوٹی تھی جب عرب سرداروں میں خوب جھگڑا ہوا کہ کس قوم کو پہلا حق دیا جائے کہ وہ حجر اسود کو اٹھا کر اس جگہ نصب کرے جو اس کے لئے مقرر کی گئی تھی اور یہ جھگڑا کسی طرح طے نہیں ہوتا تھا۔ تو اچانک لوگوں کی نگاہیں اٹھیں اور انہوں نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو جو ابھی خدا کے نبی بنائے نہیں گئے تھے۔ اور ابھی بچپن کی عمر میں تھے۔ اپنی طرف آتے دیکھا اور سب نے بے اختیار کہا کہ وہ آنے والا آ گیا ہے۔ یہ سب جھگڑے طے کر دیگا اسی کی طرف بات کو لوٹاؤ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب اس مقام تک پہنچے تو سب سرداروں نے بغیر کسی اختلاف کے اپنی عمر اور سرداری کے رعب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے اس چھوٹی عمر کے نوجوان سے یہ کہا کہ آپ بتائیں، ہم میں سے کون زیادہ حق رکھتا ہے۔ کہ اس پتھر کو اٹھا کر اس معروف جگہ پر نصب کرے جو اس کے لئے مقرر کی گئی ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بغیر جھجک کے ایک ایسا فیصلہ دیا جو علم و حکمت اور دانش کی تاریخ میں ہمیشہ یادگار رہے گا آپ نے فرمایا کہ ایک چادر لاؤ اس چادر کو بچھایا گیا فرمایا تم سب سردار اس چادر کے کونے پکڑ لو اور خود پتھر اٹھا کر اس چادر کے بیچ میں رکھ دیا جس کا حق تھا وہ اسے پہنچ گیا اور کسی کو کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ کسی کے ذہن میں یہ بات نہ گئی کہ اس پتھر کو نصب کرنے کا اولیٰ حق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ہی ہے لیکن یہ بات ابھی منصۂ شہود پر ابھری نہیں تھی ابھی حقیقت بن کر سامنے نہیں آئی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صلاحیتوں سے تو وہ باخبر تھے مگر یہ نہیں جانتے تھے کہ اس نور پر ایک آسمان سے اترنے والا نور ہے جو اس نور کو ایسا دوبالا کر دیگا کہ اس کی کوئی مثال دنیا میں کہیں دکھائی نہیں دے گی پس آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی عقل نے اپنی معصومیت میں وہ فیصلہ کیا جو دیکھنے والوں کی نگاہ میں خود غرضی کا بھی ہو سکتا تھا۔ لیکن سارا عرب گواہ ہے کہ کسی دماغ کے گوشے میں بھی یہ وہم نہیں گیا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے خود اپنی خاطر پتھر پہلے اٹھانے کے لئے ایسا کیا ہے اس کے سوا حل کوئی نہیں تھا خود بخود تو پتھر لڑھک کر اس چادر پر جا نہیں سکتا تھا۔ منصفانہ تقسیم اس سے زیادہ ہو نہیں سکتی تھی۔ کہ سب سرداروں کو کہا جائے کہ تم بیک وقت

اس چادر کو پکڑ لو اور اس پتھر کو اٹھا کر اس چادر پر رکھتا کون؟ وہی معصوم انسان جس کے ذہن میں یہ ترکیب آئی اس نے فیصلہ کیا کہ میں اٹھا کر رکھ دیتا ہوں۔ تاکہ سرداروں کا یہ جھگڑا ختم ہو لیکن دراصل اس میں آئندہ ہونے والے واقعات کا ایک بیج تھا جو بڑی عمدگی اور پاکیزگی کے ساتھ بویا گیا۔ سارے عرب کی سرداری ہی نہیں تمام دنیا کی سرداری آپ کو عطا ہوئی تھی کیونکہ خانہ کعبہ عربوں کی ہی آماجگاہ نہیں بلکہ جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ ۝

(سورۃ آل عمران: آیت ۹۷)

کہ یہ

خدا کا وہ پہلا گھر ہے جو تمام بنی نوع انسان کے لئے بنایا گیا

ہے اور مکہ میں بنایا گیا ہے۔ پس آپ کو اس گھر کی سرداری عطا ہوئی تھی جو تمام دنیا میں خدا کی خاطر بنائے جانے والے گھروں میں سب سے پہلا گھر تھا اور سارے بنی نوع انسان کے لئے مشترک تھا اس لئے کسی عرب کے لئے یہ کہنا ممکن نہیں تھا کہ آپ کو مجنون کہہ دیتا جانتا تھا اور بچہ بچہ جانتا تھا کوئی عرب بھی اس بات سے بے خبر نہیں تھا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم علم و دانش کا سرچشمہ ہے پس مجنون کہنے کے ساتھ اس کی کوئی توجیہہ بتانی ضروری تھی یہ بتانا ضروری تھا کہ یہ عشق کا جنون ہے اس کے بغیر کوئی سننے والا اس بات کو تسلیم نہیں کر سکتا تھا عشق کا جنون ایسا جنون ہے جو عاقل کو بھی دیوانہ کر دیتا ہے اور عقل اور دیوانگی میں جو دوری پائی جاتی ہے اور جو بُعد ہے اسے عشق ہی کاٹ دیتا ہے اور یکجا کر دیا کرتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی مضمون کو کیسی پیاری زبان میں بیان فرمایا جب یہ کہا کہ ؎

"تا نہ دیوانہ شدم ، ہوش نیامد بسرم
اے جنوں گرد تو گردم کہ چہ احساں کردی"

جب تک میں دیوانہ نہیں ہو گیا مجھے ہوش نہیں آئی لیکن یہ دیوانگی آئی کہاں سے اے جنون گرد تو گردم کہ چہ احساں کردی۔ یہ عشق کا جنون تھا جس نے دیوانگی عطا فرمائی۔ کیونکہ اس میں مضمون ہی محبت اور عشق کا چل رہا ہے اس کا پہلا شعر یہ ہے۔۔۔؟

"اے محبت عجب آثار نمایاں کردی
زخم و مرہم ، برہ یار تو یکساں کردی"

پس اس پہلے شعر کے مضمون کی روشنی میں جب آپ دوسرے شعر کو پڑھتے اور سمجھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ محبت کا مضمون ہے اور محبت ہی وہ چیز ہے جو عقل اور جنون کو اکٹھا کر دیا کرتی ہے جن کو فارسی نہیں آتی ان کی خاطر پہلے شعر کا مطلب بتاتا ہوں۔ فرماتے ہیں:۔ اے محبت عجب آثار نمایاں کردی۔ اے محبت تو نے عجیب قسم کے نشان ظاہر کئے۔ زخم و مرہم برہ یار تو یکساں کردی تم نے زخم اور مرہم کو یار کے رستے میں اکٹھا کر دیا ہے زخم اور مرہم دو جدا چیزیں ہیں ایک ہی چیز زخم بھی ہو جائے اور مرہم بھی بن جائے اسی کا نام جنون ہے۔ تا نہ دیوانہ شدم ہوش نیامد بسرم: دیکھیں اسی مضمون کو کیسی بلندی سے آپ نے آگے بڑھایا کہ یہ جو بات میں کہہ رہا ہوں یہ تو دیوانگی کی بات ہے زخم اور مرہم ایک کیسے ہو سکتے ہیں ایک ہی چیز کے دو نام کیسے بن سکتے ہیں فرمایا: اسی طرح کہ تمہیں عشق میں جنون ہو جائے تا نہ دیوانہ شدم ہوش نیامد بسرم جب تک میں دیوانہ نہیں ہو گیا مجھے ہوش نہیں آئی اے جنوں گرد تو گردم۔۔۔۔۔۔ اے جنوں تو میرا کعبہ بن جا۔ میں تیرے گرد گھوموں۔ تو نے کتنا بڑا احسان کیا ہے۔ پس یہی وہ نکتہ تھا جس کو عرب حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ذات میں پہچان گئے تھے۔ جانتے تھے کہ اس عقل و دانش کے سرچشمہ کو اگر عشق کا دیوانہ نہ کہا جائے تو کوئی ہماری بات کو تسلیم نہیں کرے گا۔ اس لحاظ سے یہ بات عارفانہ تھی اور حقیقت یہی ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اپنے رب سے عشق ہو گیا تھا ورنہ راہ خدا میں دیوانگی کے جو کام آپ سے ظاہر ہوئے وہ حیرت انگیز کام تھے اور دیکھنے والے کو ناممکن دکھائی دیتے تھے۔ آپ کی ظاہری طور پر بے بسی اور بے کسی ذات سے جو عظیم معجزے ظاہر ہوئے ہیں وہ حقیقت میں عشق ہی کے معجزے تھے اور حقیقی عشق ہی ہے جو عقل و دانش کو بالغ کرتا ہے اور پختہ کرتا ہے عشق کی دیوانگی کے بعد انسان جانتا ہے کہ عقل کے کیا معنی ہیں پس جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا احمدیت کا وہی آغاز سچا ہوگا جو اسلام کا آغاز تھا اس کے بغیر احمدیت کے کسی دوسرے آغاز کے کوئی معنی نہیں۔

ان معنوں میں جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس شعر پر نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اسی طرح احمدیت کا آغاز فرمایا جیسا کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو عشق کے نتیجہ میں جنون عطا ہوا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کو آپ کی غلامی میں پہلے عشق اور پھر جنون عطا ہوا اور پھر اس جنون کا عرفان عطا ہوا اور آپ سمجھ گئے کہ اس کے بغیر دنیا میں انقلاب برپا کرنا ممکن نہیں آپ کے زمانہ میں ایسا ہی ہوا کوئی مدرسہ جاری نہیں ہوا جس میں مبلغ تیار ہوتے ہوں۔ کوئی ایسی کتابیں نہیں تھیں جو تدریس کے طور پر پڑھائی جاتی ہوں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایسے ادنیٰ ادنیٰ غلام بھی تھے کہ کوئی تعلیم حاصل نہیں تھی۔ دنیا کی بھی کوئی تعلیم حاصل نہیں تھی۔ لفظوں کی شد بد سے بھی واقف نہیں تھے وہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی میں آکر ایسے صاحب عرفان بنے کہ بڑوں بڑوں کے منہ انہوں نے بند کر دئے۔ ایسا علم ان کو عطا ہوا جو روحانی علم تھا جو قرآن کا علم تھا۔ جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زبان سے روحانی چشموں کی صورت میں جاری رہتا تھا اور آپ کے دل سے نور کے سوتوں کی طرح پھوٹا کرتا تھا وہ ان کے دماغوں کو بھی معطر کر دیتا تھا اور دلوں کو بھی روشن کر دیتا تھا وہی نور لئے پھرتے تھے جس سے وہ اپنے حلقوں کو روشنی عطا کرتے رہتے۔

میں نے پاکستان میں دورہ کے وقت مختلف دیہات میں جب معلوم کیا کہ

احمدیت کے آغاز کی تاریخ

میں وہ کون لوگ تھے جو پہلے احمدی ہوئے تو میں بسا اوقات یہ معلوم کر کے حیران رہ جاتا تھا کہ ابتدائی احمدی ہونے والے کوئی بڑے عالم نہیں تھے۔ سیدھے سادے سادہ لوح زمیندار اگر پڑھنا جانتے تھے تو بس شُد بُد کی حد تک اس سے زیادہ نہیں لیکن جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو ایک نظر دیکھا تو وہ نظر عشق میں تبدیل ہو گئی اور وہ عشق جنون میں بدل گیا اور وہی جنون تھا جس نے ان کے علاقوں میں ایک عظیم انقلاب برپا کر دیا حیرت انگیز بات ہے کہ تھوڑے سے سادہ لوح، تقریباً ان پڑھ زمینداروں نے اپنے علاقوں میں ہر طرف تہلکہ مچا دیا۔ پس احمدیت کا آغاز حقیقتاً وہی آغاز ہے جو اسلام کا آغاز تھا اور ہمیشہ کے لئے سچا آغاز کہلانے کا مستحق یہی آغاز ہے جو آج بھی ہے کل بھی ایسا ہی رہے گا۔ پس آج احمدیت خدا کے فضل کے ساتھ دوبارہ اسی مضمون کی طرف لوٹ رہی ہے اور جگہ جگہ میں نظر دوڑا کر دیکھ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہر شخص خواہ وہ علم میں کسی مقام پہ ہو یا لاعلمی میں کسی جگہ کھڑا ہو اس کا ایک ہی جیسا حال ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ان پڑھ بھی تبلیغ کر رہے ہیں۔ پڑھے لکھے بھی تبلیغ کر رہے ہیں رفتہ رفتہ یہ جوش یہ ولولہ پھیلتا چلا جا رہا ہے بچوں میں بھی شوق پیدا ہو گیا ہے۔ لڑکیاں بھی اپنی توفیق کے مطابق اپنے سکولوں میں تبلیغ کرتی ہیں اور ہر دورے کے وقت مجھے نئے دلکش مناظر دکھائی دیتے ہیں اس سے پہلے جب میں سپین میں آیا تھا تو میں نے آپ کو خود بتایا تھا کہ ایک لحاظ سے طبیعت بڑی سرگشتہ اور مایوس تھی ایک لمبے عرصے سے یہاں مشن قائم تھا لیکن سوائے ایک خاندان کے یا ایک دو اور افراد کے کسی کو تبلیغ کا شوق نہیں تھا۔ جب میں آیا تو میرے ساتھ نوجوان بیرون پر گئے، ان کو سمجھایا مجلسوں میں بیٹھ کر باتیں ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ زمین زرخیز تھی اور بیج کو قبول کرنے والی تھی چنانچہ اب جب

میں نے دیکھا ہے تو خدا کے فضل سے ایسے ایسے نوجوان اور مرد اور عورتیں اور بچے تبلیغ میں مصروف ہو چکے ہیں کہ ان کی کوشش کے نتیجہ میں جن لوگوں کو دلچسپی پیدا ہوئی ہے وہ اگر گواہی دیتے ہیں، وہ ملتے ہیں تو بتاتے ہیں کہ کیوں ان کو احمدیت کی طرف توجہ پیدا ہوئی اور سب سے اچھی رپورٹ وہی ہے جو متأثر آدمی دیا کرتا ہے ورنہ اپنے ہاتھ سے لکھ لکھ کر خط بھجوانا کہ ہم اتنی تبلیغ کر رہے ہیں اور اتنی تبلیغ کر رہے ہیں، وقتی طور پر خوشی تو پہنچا دیتا ہے لیکن یقین کے مقام تک نہیں پہنچاتا بہت سے ایسے ہیں جو ہر لحاظ سے سچے ہیں۔ ان کی زبان بھی سچی، ان کی تحریر بھی سچی، اُن میں مبالغہ نہیں ہوتا ایسے خطوں سے سچی رپورٹیں ملتی ہیں۔ اور دل خوش ہوتا ہے لیکن ان میں ایسے کمزور بھی ہیں جو اپنی بات کو سجا کر پیش کرنا جانتے ہیں، خواہ نیّت نیک ہی ہو خواہ نیت یہ ہو کر اس طرح ہم زیادہ دعائیں کھینچیں گے مگر زیادہ دعاؤں کے شوق میں وہ جو مبالغہ کر جاتے ہیں اسی حد تک وہ دعاؤں کے فیض سے محروم ہوتے چلے جاتے ہیں دعا زمین سے تو اُٹھے گی مگر صرف ایک کنارے پر دعا نہیں بنا کرتی دعا تو تب مکمل ہوتی ہے جب دوسرے کنارے پر پہنچے اور وہاں قبول ہو جائے اگر وہاں نہ پہنچے اور اس کا دوسرا سرا عرش کے پاؤں سے نہ باندھا جائے تو خواہ زمین سے عرش تک اٹھتی ہوئی دعا دکھائی دے وہ بیکار جائے گی اصل دعا اس کو ملتی ہے جو پاکیزگی اور سچائی کے ساتھ بات بیان کرتا ہے مگر بہر حال میری تو دعا یہی ہے کہ جو کمزور ہیں جو کسی وجہ سے اپنی رپورٹوں میں مبالغہ بھی کر دیتے ہیں، اگر ان سے کوئی کمی رہ جاتی ہے۔ تو اللہ اپنے فضل سے پوری کر دے اور ان کے حق میں بھی دعائیں سنے لیکن جو دل کی گہرائی سے نکل کر آسمان کی بلندیوں تک پہنچنے والی دعا ہے وہ وہی ہے جب انسان کسی کی محنتوں کے پھل کو دیکھتا ہے۔

ایک زمیندار آپ سے کہے کہ میں نے اتنی محنت کی، اتنے ہل چلائے، اتنے پانی دئے اتنی راتوں کو جاگا تو اس کی باتیں سن کر بہت خوشی ہوگی لیکن جب آپ پوچھیں کہ گھر میں کتنی گندم ہاتھ آئی تو کہے کہ گندم تو ضائع ہو گئی کچھ بھی ہاتھ نہ آیا تو ساری خوشی ملیا میٹ ہو جائے گی اور افسوس میں گذر جائے گی۔ لیکن ایک شخص کچھ نہ بتائے صرف یہ بتائے کہ میرے گھر میری زمینوں سے خدا کے فضل سے ستر من فی ایکڑ گندم ہاتھ آئی ہے وہ ستر من کا لفظ اس کی سارے سال کی محنتوں کی تصویر ایسی خوبصورتی سے آپ کے سامنے کھینچ دے گا کہ کسی رپورٹ کی ضرورت نہیں رہتی۔ پس میں نے اس دورہ میں فرانس میں بھی اور سپین میں بھی جو محسوس کیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ لوگ اگر ملے ہیں جن کو تبلیغ پہنچی ہے اور وہ بتاتے ہیں کہ کہاں سے پہنچی ہے جو بیعتیں ہوئی ہیں وہ خود اس کے علاوہ گواہ ہیں اور ہمیشہ کے لئے گواہ بنی رہیں گی کہ خدا کے فضل سے آپ کی چھوٹی سی جماعت میں زندگی کی ایک نئی روح دوڑ رہی ہے اور ابھی یہ آغاز ہے۔ اگر آپ اسی طرح باہمی محبت کے ساتھ امیر کی اطاعت میں یکجان ہوتے ہوئے جو بہت ہی ضروری ہے ایک دوسرے پر بدظنیاں کرتے ہوئے نہیں بلکہ حسن ظنیاں کرتے ہوئے ایک دوسرے کی کمزوریوں سے درگذر کرتے ہوئے خدا کی راہ میں دعوت الی اللہ کرتے رہیں گے تو آپ کے نیک اعمال یعنی اندرونی نیکیاں لازماً خدا کے حضور مقبول ہوں گی اور اس کے نتیجہ میں آپ کا بیرونی کام پھل دار بنے گا۔

میں نے جماعت کو بارہا سمجھایا ہے

کہ قرآن کریم جو کلام اور حسن کلام کا ایک اعجاز ہے اس نے دعوت الی اللہ کے مضمون کو نیک عمل کے ساتھ باندھ دیا ہے۔ فرماتا ہے:

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا (سورۃ حٰمٓ السجدہ: آیت ۳۴)

اس سے زیادہ حسین قول والا کون ہو سکتا ہے اس سے زیادہ جاذب نظر پُر کشش بات اور کس کی ہو سکتی ہے جس نے خدا کی طرف بلایا اور خوبصورت اعمال سے اپنے قول کو تقویت بخشی پس دوسری بات جو میں نے محسوس کی ہے اور جس کا پہلی بات سے گہرا تعلق ہے وہ یہ ہے کہ اب سپین میں چھوٹی چھوٹی کمینی باتوں پر جھگڑے نہیں رہے۔ اس سے پہلے لوگ ملاقاتیں مانگا کرتے تھے اور مجھے اندازہ ہو جاتا تھا کہ مربی کے خلاف شکایتیں کرنی ہیں، ایک نے شکایت کی دوسرے نے اس کی شکایت کو توڑا۔ ایک اور نے وقت مانگا اور اس کے اوپر کپڑے ڈالے جس نے بات کی تھی۔ ایک چوتھے کو خیال آیا کہ میں اس کی بات کا جواب دوں۔ عجیب و غریب قسم کی بیہودہ سی کھچڑیاں پکتی تھیں کہتے ہیں "دال میں کالا کالا" لیکن یہ ایسی کھچڑی تھی جس میں دال نہیں صرف کالا کالا ہی ہوتا ہے طبیعت نہایت منغض ہوتی تھی کچھ کو ڈانٹا کچھ کو پیار سے سمجھایا کچھ سے خط و کتابت کی لمبا عرصہ بحثیں کیں۔ سمجھایا اور میں نے کہا کہ میں اس بات کو سمجھا کے چھوڑوں گا ورنہ نہیں چھوڑوں گا کہ جب تک تم امیر کی اطاعت پر اکٹھے نہیں ہو جاتے، جب تک امیر کے ساتھ نرمی کا سلوک نہیں کرتے ادب اور محبت کا سلوک نہیں کرتے، جب تک تمہارا حوصلہ اتنا بڑا نہیں ہوتا کہ امیر تم پر سختی بھی کرے اور ناواجب سختی بھی کرے تب بھی جب تک تم اس جذبہ کے ساتھ جس طرح بچہ باپ کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کر دیتا ہے اور اس کی سخت باتوں کو بھی سن لیتا ہے، اپنے امیر کی باتیں سننے کی عادت نہیں ڈالو گے تمہارے کاموں میں برکت نہیں پڑے گی۔ تم جو چاہو کرتے رہو تمہاری ساری نیکیاں ضائع چلی جائیں گی اور اُن کو پھل نہیں لگے گا کیونکہ قرآن کریم نے تبلیغ کے پھل کے سلسلہ میں یہی راز ہمیں سمجھایا ہے کہ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا: اس سے بہتر کشش کس کے قول میں ہو سکتی ہے جس کا عمل نیک ہو اُحسن کا معنی ہے حسین، جاذب نظر، دلوں کو کھینچنے والا۔ اگر عمل نیک نہیں ہے تو باتیں خواہ کتنی ہی پیاری ہوں ساری ہوا میں ہر طرف اُڑ کر بکھر جائیں گی اور اُن کا کوئی بھی فائدہ نہیں ہوگا وہ کسی زمین میں پیوست نہیں ہوں گی، وہ کوئی ایسا بیج نہیں بنیں گی جس سے آگے نونہال درخت پھوٹیں اور ان درختوں کو پھر پھل لگیں۔ اس لئے تم خواہ مخواہ اپنی باتوں کو ضائع نہ کرو بلکہ اکٹھے ہو پیار اور محبت سے ایک دوسرے کے ساتھ مل کر رہو۔ ایک امیر کی اطاعت میں سر تسلیم خم کرو اور اگر اس کی کمزوریوں سے درگزر نہیں کر سکتے تو اس کی معرفت مجھے لکھو میں اُسے سمجھاؤں گا چنانچہ اس کے نتیجہ میں بہت سے لوگوں نے مجھے بعض شکایتیں لکھیں۔ تحقیق ہوئی اور سچی باتیں سچی نکلیں اس پر مجھے کوئی شکوہ نہیں۔ میں نے کہا آپ کو یہ حق دیا تھا آپ نے اس کو استعمال کیا ہے چنانچہ اس شخص کو جس کے خلاف وہ رپورٹ درست تھی اس کو کبھی سمجھایا گیا کبھی سرزنش کی گئی لیکن اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے کہ جماعت کے اندر سعادت کا مادہ پایا جاتا تھا۔ کوئی ایک شخص بھی خدا کے فضل سے ضائع نہیں ہوا۔ بعضوں سے بہت سختی کی بعضوں کو عہدوں سے ہٹایا گیا اور کہا گیا کہ آئندہ تمہارے سپرد کوئی خدمت نہیں کی جائے گی لیکن چونکہ سعادت تھی اس لئے انہوں نے میری سختی کو بھی شرح صدر کے ساتھ قبول کیا اور سر تسلیم خم کیا اپنی غلطیوں کو سمجھایا نہیں بھی سمجھا تو معافی مانگی اور عہد کیا کہ آئندہ آپ کو ہماری طرف سے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی نتیجۃً اب یہ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک بالکل نئی حالت میں آچکی ہے اب ضرورت ہے کہ اس جماعت کو خود اپنی تربیت کرنے پر آمادہ کیا جائے اس بارہ میں ان کو سمجھایا جائے کہ سب سے اچھی تربیت وہی ہوتی ہے جو انسان خود کرے۔ جس کے دل میں ایک مربی پیدا ہو جائے، جس شخص کو یہ محسوس ہو کہ میرے سپرد بڑے بڑے کام ہو چکے ہیں اور میں کرنا شروع کر چکا ہوں لیکن میرے اندر پوری استطاعت نہیں ہے۔ میں پوری طرح ان کاموں کا اہل نہیں ہوں۔ تبلیغ کرتا ہوں لیکن دینی علم کمزور ہے۔ نیکی کی تعلیم دیتا ہوں لیکن بنیادی کمزوریاں ہیں۔ عبادت کی طرف سے غافل ہوں یا نماز پڑھتا ہوں تو ترجمہ نہیں جانتا۔ لوگ مجھ سے پوچھیں گے کہ نماز کیا ہے تو میں کیا سمجھاؤں گا۔ یہ وہ سوالات ہیں جو خود بخود ایک مبلغ کے دل میں پیدا ہوتے رہتے ہیں اور اس سفر کا ایک لازمی حصہ ہیں۔ پس اب ضرورت ہے کہ جماعت کو اس اہم شعبہ کی طرف متوجہ کیا جائے یعنی خود اپنی تربیت کا شعبہ اور جماعت کو سمجھایا جائے کہ

باہر کا مربی ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتا
جب تک کہ انسان کے اپنے دل میں ایک مربی پیدا ہو جائے

اپنی علمی کمزوری کی طرف توجہ ہو اور دل بار بار اس بات پر زور لگائے اور اپنی

ذات میں آپ سے احتجاج کرے اور کہے کہ مجھے کچھ بتاؤ۔ میں کیا کروں میرے لئے کچھ کرو مجھے موجودہ حالت پر چین نہیں آتا۔ دل کا یہ کام ہے دل کی زبان بظاہر گونگی ہے علمی لحاظ سے تفاصیل میں نہیں جاتا لیکن بہت ہی پیارا کام ہے جو یہ کرتا ہے مچلتا ہے۔ بے قراری کا اظہار کرتا ہے۔ مطالبے کرتا ہے خواہ وہ بالکل سادہ ستھرے اور معمولی زبان میں مطالبے ہوں یا زبان نہ بھی ہو تو اُن کے مطالبوں کا مطلب سمجھ آجاتا ہے چھوٹے بچے جن کو بولنا نہیں آتا جب وہ اپنی ماؤں سے مطالبے کرتے ہیں تو زبان سے نہیں کیا کرتے وہ اپنے چھوٹے سے بستر میں تڑپتے ہیں، ٹانگیں مارتے ہیں، روتے ہیں چیختے ہیں۔ ماں کا کام ہے کہ سمجھے اور جب تک وہ سمجھ نہ جائے وہ بچے اپنی ضد نہیں چھوڑتے۔ اپنا مطالبہ نہیں چھوڑتے۔ پس دل کا بھی یہی حال ہے۔ عقل اگر ماں باپ کا مقام رکھتی ہے عقل زبان رکھتی ہے، عقل سمجھتی ہے اور سمجھانا جانتی ہے تو دل بھی اپنی زبان رکھتا ہے اس کے اپنے طور طریق ہیں جن کے ذریعہ یہ دوسرے کو بات سمجھا دیا کرتا ہے اور دل کے سمجھانے کا طریق ایک معصوم بچے کی طرح اس کی بے چینی اور بے قراری ہے۔ پس ایک انسان جسے اپنی کمزوری کا احساس ہو اور وہ احساس بے چینی میں بدل جائے اس احساس کے نتیجہ میں وہ نہ دن کو چین پائے نہ رات کو چین پائے۔ وہ ضرور دماغ کو کچھ نہ کچھ آمادہ کرکے چھوڑے گا کہ وہ اس کے لئے کچھ کرے۔

پس وہ لوگ جو علمی ترقی کرتے ہیں ضروری نہیں کہ وہ کسی مدرسہ میں تعلیم پائیں۔ بہت سے ایسے احمدی میرے علم میں ہیں جنہوں نے خود اپنی تربیت کی ہے اس لئے کہ پہلے اُن کا دل مچلا تھا، ان کے دل نے اس بات کو محسوس کیا تھا کہ جو مقام اور مرتبہ مجھے عطا ہوا ہے اس کے مطابق مجھے علم نہیں ہے اور اس لحاظ سے میں پیچھے رہ گیا ہوں۔ چنانچہ اس وجہ سے اُن کے دلوں میں شوق پیدا ہوئے انہوں نے از خود محنتیں کیں خود پڑھنا شروع کیا اپنی کمزوریوں کو دُور کیا۔ اگر دلائل میں کمزور تھے تو دلائل کی طرف توجہ کی۔ غرضیکہ مُربّی پہلے دل میں پیدا ہوتا ہے تب انسان حقیقت میں علمی اور دینی تربیت حاصل کرتا ہے اگر دل سے وہ مطالبہ نہ پیدا ہو دل سے کسی چیز کی تڑپ کی آواز سنائی نہ دے تو باہر سے لاکھ کوشش کی جائے ایسے شخص پر کوئی خاص اثر نہیں پڑتا۔ خدام الاحمدیہ بھی تربیتی کلاسیں منعقد کرتی ہے۔ لجنہ اور انصار اللہ بھی کرتے ہیں کتنے ہیں جو ان میں آتے ہیں۔ کتنے ہیں جو فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ گنتی کے وہ چند لوگ جن کے دل میں پہلے ہی احساس ہوتا ہے کہ ہمیں ضرورت ہے جب آواز پہنچتی ہے کہ ایسا انتظام ہو گیا ہے تو وہ شوق سے محنت سے اس میں حصہ لیتے ہیں لیکن وہ لوگ جن کے دلوں میں مربی پیدا نہیں ہوتا ان کو لاکھ آوازیں پہنچائی جائیں ہر خطبہ میں اعلان ہو بلکہ ہر نماز میں بھی اعلان کیا جائے تو ایسے لوگ جن کے دل کے اندر سے طلب پیدا نہیں ہوتی وہ سُنی ان سُنی کرکے وہاں سے گزر جاتے ہیں اور اُن کو کوئی پیغام نہیں ملتا کوئی خواہش دل میں پیدا نہیں ہوتی۔

پس میں جب کہتا ہوں کہ جماعت سپین کو اب یہ احساس دلانے کی ضرورت ہے کہ اپنے اندر مربی پیدا کرو۔ تبلیغ کے جو کام شروع کئے ہیں ان کے دوران جو خامیاں تمہیں نظر آئی ہیں وہ خامیاں کسی باہر سے آنے والے نے تمہیں نہیں بتائیں تبلیغ کے دوران تمہیں خود معلوم ہوا ہے۔ تم سے بہتر کوئی نہیں جانتا کہ کس علمی کمی کو تم نے محسوس کیا ہے کس دینی تربیت کی کمی کو تم نے محسوس کیا ہے۔ یہ احساس ایک ایسا احساس ہے جسے ان مٹ بنانا ضروری ہے کیونکہ ایسا احساس تو ہر شخص کو کچھ نہ کچھ ضرور ہوتا ہے فرق صرف یہ ہے کہ بعض دلوں کے احساس آئے اور مٹ گئے جیسے ریت پر لکھی ہوئی تحریریں ہوا کرتی ہیں۔ آج آندھی ایک طرف سے چلی ہے ایک سمت کی لہریں ڈال گئی ہے دوسرے دن دوسری سمت سے چلی ہے ان لہروں کو بدل کر اُس نے اُن کا رُخ بدل دیا گویا نئی سمت کی لہریں بن گئیں کبھی جھکڑ اس طرح چلتے ہیں کہ کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ کھچڑی سی بن جاتی ہے تو ایسا شخص جو نیک نصیحتوں کو اس طرح قبول کرتا ہے جیسے ریت ہواؤں کے اثر کو قبول کرتی ہے اس کی قبول کرنے کی اس صلاحیت کا کوئی بھی فائدہ نہیں ہوتا۔ وہ پھل کے بغیر مٹ جایا کرتی ہے لیکن بعض ایسے لوگ ہیں جن کو ایک چھوٹی سی بات بھی اس طرح گہرا اثر کر جاتی ہے کہ ان کے دل کی اَنمٹ تحریر بن جایا کرتی ہے ان کی زندگیاں پھر اس پیغام سے ہمیشہ فائدہ اٹھاتی رہتی ہیں اور ہمیشہ تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔

بڑے لوگوں کے واقعات آپ پڑھیں

ان کی زندگیوں کی سرگذشت خواہ انہوں نے خود لکھی ہو یا کسی نے ان پر لکھی ہو اُن کو پڑھ کر دیکھیں آپ کو بسا اوقات یہ معلوم ہوگا کہ ایک انسان جس کو اللہ تعالیٰ نے بڑا مرتبہ عطا کیا جب اُس سے پوچھا جائے کہ بتاؤ کس چیز نے تمہیں ایک ہی سمت میں اتنی لمبی اور اتنی مسلسل جاری و ساری محنت پر آمادہ کیا تو وہ سوچ کر تمہیں یہ بتائے گا کہ فلاں وقت یہ واقعہ ہُوا تھا میں بچہ تھا یا میری اتنی عمر تھی تو میں نے یہ نظارہ دیکھا تھا اور وہ پیغام میرے دل پر ایسا نقش ہُوا کہ پتھر کی لکیر بن گیا اور اس نے آئندہ ہمیشہ میرے نشو و نما کے زمانہ میں مجھے میرا مقصد یاد کرایا میرا رُخ متعین کیا اور مجھے اس محنت پر آمادہ کرتا رہا۔ اس کی طاقت بخشتا رہا جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کے ساتھ مجھے اس مقام تک پہنچایا۔ پس ایسے دل بنائیں جو ان تحریکات کو جو وقتاً فوقتاً آپ کے دل میں ضرور اُٹھتی ہیں اور ہر مبلغ کے دل میں اُٹھتی ہیں ان کو مستقل کر دیں، ان کو دائمی بنا دیں اس بات کی ضمانت دیں کہ یہ نیک تحریکات جو آپ کے دل میں اُٹھتی ہیں وہ ضائع نہیں جائیں گی چنانچہ فرشتوں کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے مختلف پہلوؤں پر جو روشنی ڈالی ہے ان میں ایک یہ بات بھی ہے کہ فرشتے جب نیکی کی تحریک کرتے ہیں تو بعض دل ہیں جو اُن کو قبول کر لیتے ہیں اور پھر ہمیشہ ان سے فائدہ اُٹھاتے ہیں بعض دل ہیں جو متاثر ہوتے ہیں اور پھر اُن کو بھول جاتے ہیں اور وہ وقتی طور پر ایک لذت تو محسوس کرتے ہیں لیکن وہ لذت دائمی نہیں پس میں اُمید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جہاں آپ کو نیکی کی طرف کئی سمتوں میں اقدام کرنے کی توفیق بخشی ہے وہاں اس ضروری قدم کی طرف بھی آپ متوجہ ہوں گے اور آپ میں سے ہر ایک خود اپنی تربیت کی کوشش کرے گا اور اپنی تربیت کی کوشش میں وہ جماعت سے جس حد تک ممکن ہے مدد طلب کرے گا یہ نہیں ہوگا کہ مربی پیچھے پھرتا رہے کہ تم اس سے یہ بات حاصل کرو اور وہ بات حاصل کرو بلکہ شاگرد مربی کے پیچھے پھرے اور کہے کہ مجھے وقت دو۔ میں نے تمہیں یہ بھی سکھنا ہے اور یہ بھی تم سے سیکھنا ہے اور یہ بھی سیکھنا ہے چنانچہ واقعۃً ایک زمانہ تھا جب پنجاب میں خصوصیت کے ساتھ یہ رواج تھا کہ لوگ مولوی کی تلاش میں نکلا کرتے تھے۔ اب وہ حالات بدل گئے ہیں اب بیچارہ معلم یا مدرس اپنے شاگردوں کی تلاش میں نکلتا ہے کہ کوئی آئے اور میری بات سُنے۔ نصیحت کرنے والا ایسے دلوں کو ڈھونڈتا ہے جو اس کی نصیحت کی طرف متوجہ ہوں لیکن ایک نیک دَور ایسا بھی تھا جب طالب علم اساتذہ کی تلاش میں نکلا کرتے تھے اور اب بھی ترقی یافتہ ملکوں میں ایسا ہی ہوتا ہے جنہوں نے علوم و فنون میں ترقی کی ہے جن ملکوں میں ترقی کی ہے وہ ممالک آج بھی اچھے اساتذہ کے نام کی قدر کرنے والے ہیں اور ان کی تلاش میں لوگ جاتے ہیں اور ایسی یونیورسٹیوں میں داخل ہونے کے لئے محنت کرتے ہیں کوشش کرتے ہیں جن میں اچھے مدرس موجود ہوں لیکن بدقسمتی سے تیسری دنیا میں بات اُلٹ چکی ہے۔ آوازیں دی جاتی ہیں کہ آؤ اور ہم سے پڑھو لیکن کوئی نہیں پڑھتا یہ تو خیر ظاہری دنیا کا حال ہے، دین کا جہاں تک تعلق ہے وہاں ہمیشہ سے یہی دستور رہا ہے پہلے بھی یہی تھا آج بھی ہے کل بھی یہی رہے گا کہ مُذکّر اور مُدرّس، نصیحت کرنے والا اور علم عطا کرنے والا آوازیں دیتا رہتا ہے کہ آؤ اور مجھ سے نصیحت حاصل کرو آؤ اور مجھ سے علم سیکھو لیکن لوگ پیٹھ پھیر کر منہ موڑ کر چلے جاتے ہیں چنانچہ قرآن کریم نے اسی مضمون کو یوں بیان فرمایا۔ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوْسًا ۝ (بنی اسرائیل: آیت ۸۴)

کہ دیکھو جب ہم نعمت نازل کرتے ہیں یعنی نبوت کی نعمت کی سبب سے

سب سے اعلیٰ قسم نبوت ہی ہے۔ اور یہاں نبوت ہی کے معنوں میں نعمت کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ کیونکہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا تذکرہ چل رہا ہے جس کے بعد یہ آیت آتی ہے۔ فرمایا: کہ اِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ۔ دیکھو! جب ہم نے وہ نعمت سب سے اعلیٰ انسان پر نازل فرمائی یعنی محمد رسول اللہ پر۔ الانسان سے مراد ایک تو محمد رسول اللہ ہیں جن کو نعمت بنا کر بھیجا گیا اور ایک وہ انسان ہے جس کو آپ نے مخاطب کیا کہ نعمت عطا کرنے کے لئے اپنی طرف بلایا۔ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ پس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نعمت سے استفادہ کرنے کی بجائے اُن جاہلوں نے یہ طریق اختیار کیا کہ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ۔ پیٹھ پھیری اور پیٹھ پھیر لی اور دوسری طرف منہ کر کے چل پڑے۔ یہ نعمت اپنے گھر رکھو ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔

پس اس وجہ سے اِن لوگوں کو سمجھانے کی ضرورت ہے۔ دنیا کے لحاظ سے دنیاوی علوم میں کسی قوم کی خواہ کیسی ہی حالت ہی کیوں نہ ہو دینی علوم کے متعلق قرآن کریم کا یہ فتویٰ جس طرح پہلے صادق آتا تھا اسی طرح آج بھی صادق آتا ہے کہ جب خدا کی طرف سے نعمت بانٹنے کا اعلان ہوا کرتا ہے تو بدقسمت انسان اکثر اوقات اس کی طرف پیٹھ کر لیتا ہے۔ اور اس سے بھاگنے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر جماعت احمدیہ تو بدقسمتوں میں سے نہیں ہے۔ جماعت احمدیہ تو ان خوش نصیبوں میں سے ہے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو قبول کیا۔ آپ پر ایمان لائے اور اس نعمت کو جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صورت میں دنیا میں نازل ہوئی تھی، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبول کر کے جب اسے بانٹنے کا اعلان کیا تو جماعت احمدیہ ہی وہ جماعت ہے جس نے لبیک کہتے ہوئے اس کی طرف آگے بڑھنے کا تہیہ کیا اور جس کو توفیق ملی کسی نے تھوڑا پایا کسی نے زیادہ پایا لیکن بہت بڑا حصہ خوش نصیب ثابت ہوئے۔ پس آج بھی ضرورت ہے کہ اس نعمت کی طرف توجہ کے لئے دل پیدا کئے جائیں اور دینی تربیت کے لئے جب تک آپ کے دل میں خواہش پیدا نہیں ہوگی، جب تک آپ کے دل میں تمنا پیدا نہیں ہوگی، جب تک خود ایک مربی آپ کے اندر پیدا نہیں ہوگا جو آپ کو بتائے کہ آپ کو علم حاصل کرنے کی ضرورت ہے، آگے بڑھیں اور حاصل کریں اس وقت تک جماعت کا تربیتی اور علمی نظام آپ کے حق میں کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ یہ نظام تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا جاری کردہ نظام ہے۔ یہ نظام تو وہ ہے جس کی تجدید حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کی ہے اور اس کے متعلق جیسا کہ میں نے قرآن کی گواہی پیش کی ہے جب تک کوئی توجہ نہیں دے گا اُسے کچھ عطا نہیں ہوگا۔ پس اس پہلو سے اپنی جماعت سپین کو بھی متوجہ کرنے کی ضرورت ہے اور چونکہ جماعت سپین سے جو میں باتیں کر رہا ہوں یہ ساری دنیا میں پھیلیں گی اور ہر جماعت تک پہنچیں گی۔ اس لئے اس جماعت کے حوالے سے

ساری دنیا کی جماعتوں کو میرا یہی پیغام

کہ احمدیہ جماعتوں میں اپنی تربیت کرنے کی طرف توجہ پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے دلوں کو جھنجوڑنا چاہیئے۔ اور بتانا چاہیئے کہ تم خود سیکھنے کی خواہش کرو۔ خود تمہارے دل میں تڑپ پیدا ہو۔ پھر تم پیچھے پڑو۔ پھر تم مربیوں کو ڈھونڈو۔ پھر اگر وہ تم سے سستی کرتے ہیں اور تمہاری طرف توجہ نہیں کرتے تو پھر تم بیشک ان سے شکوے کرو۔ ان کی معرفت مرکز کو بھی مطلع کرو تاکہ بہتر طور پر تربیتی نظام جاری کیا جائے۔ اب تو خدام الاحمدیہ، انصار اللہ اور لجنات کے سپرد میں بہت سے ایسے تربیتی کام کر چکا ہوں کہ وہ خود آپ سب کی تربیت کرنے میں ممد ہو چکے ہیں۔ ان کے اندر خواہش بھی پیدا ہو چکی ہے۔ اور وہ دن رات کام بھی کر رہے ہیں کہ ان کی تنظیم سے جو تعلق رکھنے والے ہیں وہ ان سے جو چاہیں استفادہ کریں۔ قرآن کی تعلیم دی جائے۔ قرآن کریم ناظرہ پڑھایا جائے۔ قرآن کریم کا ترجمہ پڑھایا جائے۔ نماز زبانی سکھائی جائے۔ پھر نماز کا ترجمہ بتایا جائے۔ نماز کے آداب سکھائے جائیں۔ یہ تو بنیادی علمی اور تربیتی تقاضے ہیں ان کو پورا کرنے کے لئے اب صرف مربی ہی نہیں بلکہ ساری ذیلی تنظیمیں مستعد ہو چکی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ وہ اس بات کی زیادہ اہلیت رکھتی ہیں کہ اب وہ اپنے ممبران کی تربیت کر سکیں۔ پس ہر احمدی کے لئے خدا کے فضل سے اب نئے نئے چشمے کھولے جا رہے ہیں اور وہ چشمے جو پہلے سے موجود تھے لیکن ان کا پانی رک چکا تھا اس پانی کو دوبارہ جاری کیا جا رہا ہے۔ اب وقت ہے کہ آپ پہلے سے بڑھ کر اپنی تربیت کی طرف توجہ کریں اور ان نعمتوں سے فائدہ اٹھائیں اور پھر دیکھیں کہ آپ کی بات میں خدا کے فضل سے پہلے کی نسبت کتنا زیادہ اثر پیدا ہو جاتا ہے۔

ابھی چند دن پہلے مسجد بشارت پیدروآباد میں جماعت کی ایک چھوٹی سی مجلس شوریٰ بلا کر ان کو میں نے سپین میں تبلیغ کے متعلق کچھ ہدایتیں دی تھیں ان ہدایتوں کے متعلق انشاء اللہ تعالیٰ ساری جماعت کو مطلع کیا جائیگا۔ وہ ریکارڈ موجود ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ امیر صاحب سب تک وہ پہنچائیں گے۔ بڑے چھوٹے، مرد عورتیں سب کا خود اپنے کانوں سے اسے سننا ضروری ہے۔ جب آپ وہ سنیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ایک دو سال کے اندر سپین کو وسیع پیمانے پر اور سائنسی طریق پر حکمت کے ساتھ احمدیت کا پیغام پہنچانے کا ایک منصوبہ تیار ہوا ہے۔ اس میں آپ سب کا حصہ لینا ضروری ہے۔

وہ لوگ جو اللہ کے فضل سے مبلغ بن چکے ہیں ان کے لئے خوشخبری ہے کہ اُن کو بتایا جائے گا کہ کس طرح تبلیغ کرنی ہے لیکن جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں تبلیغ کے بعد پھر اپنی تربیت کی بڑی ضرورت ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب تبلیغ کے کام پھیلتے ہیں تو تربیت کے تقاضے خود بخود پھیل جاتے ہیں اور ہر نیا آنے والا تربیت کی طلب کرتا ہے۔ وہ آپ سے پوچھے گا کہ مجھے بتاؤ، میں کیا کروں اب۔ تم نے جو نئی زندگی مجھے بخشی ہے تو میں کیا وجود بنوں؟ میں کس طرح اسلام اور احمدیت سے استفادہ کروں؟ یہ سارے سوال ہیں جو اٹھنے والے ہیں۔ اگر آپ نے اس سے پہلے کہ یہ تبلیغ کثرت سے پھیل جائے اپنی تربیت نہ کی تو آنے والے پھل کو سنبھال نہیں سکیں گے۔ اور جو شخص خواہ وہ کیسا ہی محنتی زمیندار کیوں نہ ہو اپنے پھل کو سنبھالنے کی صلاحیت نہیں رکھتا اس کی محنتیں پھل لانے کے باوجود ضائع ہو جائیں گی۔

بعض دفعہ پھل کو سنبھالنا اپنے اختیار میں ہوتا ہے۔ بعض دفعہ نہیں ہوتا اور ہر زمیندار کو تجربہ ہے کہ جب تک دانے گھر نہ آجائیں اس وقت تک اس کا دل اطمینان نہیں پکڑتا۔ دانوں کا گھر میں آجانا تربیت سے تعلق رکھتا ہے۔ پھل سنبھال لینے کا یہی مطلب ہے ورنہ ہم نے دیکھا ہے کہ سارا سال محنتیں کرنے کے باوجود بعض دفعہ آخری چند دن میں ایسی آندھی آتی ہے، ایسا طوفان برپا ہوتا ہے کہ ساری فصل جو پکی ہوئی ہے اور چند دنوں کے اندر کٹ کر گھر پہنچنے والی تھی وہ مٹی میں گل جاتی ہے اور اس کا کچھ بھی باقی نہیں بچتا تو آپ جن کی تربیت کر رہے ہیں ان کے پیچھے تو بعض مخالفانہ طاقتیں دن رات ہمیشہ لگی رہتی ہیں اور جب وہ احمدی ہو جاتے ہیں تو اور زیادہ شدت کے ساتھ منصوبے بنا کر ان کو آپ سے توڑنے کی کوشش کی جائے گی۔ اس لئے کسی اتفاقی آندھی کا سوال نہیں ہے۔ ہر روز چلنے والی ایک مصیبت کا نام ہے یعنی

تبلیغ کی راہ میں جو لوگ حائل ہوتے ہیں

وہ ایک مصیبت ہیں جو ہمیشہ ہر نئے احمدی ہونے والے کے پیچھے پڑ کر اس کے کانوں میں وسوسے پھونکتے ہیں۔ اس کی راہ میں مشکلات حائل کرتے ہیں۔ کئی طرح سے اس کو آپ سے توڑنے کی کوشش کرتے ہیں اور بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ادھر مخالفانہ طاقتیں اس کو آپ سے جدا کرنے کی کوشش کر رہی ہیں ادھر آپ کی غفلت خود اس کو دھکے دے رہی ہے۔ ایسی حالت بہت ہی دردناک حالت ہوتی ہے کہ سارا سال محنت کے بعد یا ایک، دو، تین، چار، پانچ سال، بعض دفعہ دس سال کی محنت کے بعد ایک پھل لگا ہے اور اسے سنبھال لینے کی بجائے اُسے مخالفانہ طاقتوں کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ سنبھالنے میں دو طرح سے کام ضروری ہے۔ ایک یہ کہ جس نے تبلیغ کی ہے اس کو لازماً یہ سمجھنا چاہیئے کہ اولین ذمہ داری اس کی ہے۔ اس کو خدا تعالیٰ نے روحانی اولاد عطا کی ہے۔ یہ اس کی کھیتی کا پھل ہے اور اس کو سنبھالنے

ہمیں سب سے پہلے اس کی ذمہ داری ہے اور سب سے زیادہ اہلیت بھی اسی کی ہے اسے چاہیئے کہ ہر آنے والے کے ساتھ ایسا گہرا ذاتی تعلق بنائے جیسے وہ اپنے خاندان کا کوئی فرد ہو۔ اس کے ساتھ پیار اور محبت کا سلوک کرے۔ اس کو اپنے گھر میں بلائے۔ اس کے گھر آنا جانا شروع کرے۔ اس کے مسائل میں اس کا معین اور مددگار ہو۔ اس کا مشیر بن جائے۔ ہر بات میں وہ سمجھے کہ اگر مجھے سب سے پہلے کسی کی طرف سے مدد مل سکتی ہے تو میرے روحانی مربی کی طرف سے مل سکتی ہے۔ ایسے تبلیغ کرنے والے جو پھل حاصل کرنے کے بعد اپنے اس پھل کی طرف اس طرح توجہ ہوتے ہیں جو خدا انہیں عطا کرتا ہے اللہ کے فضل کے ساتھ ان کی تبلیغ پھر نئے نئے رنگ لاتی ہے اور وہی پھل آئندہ کے لئے بیج بن جاتا ہے۔ اور وہی بیج ہے جو آئندہ لہلہاتی ہوئی کھیتوں میں تبدیل ہو جایا کرتا ہے۔ ایسے لوگوں کی تبلیغ ایک مقام پر پہنچ کر ضائع نہیں ہوتی بلکہ اور نشوونما پاتی ہے۔ پھیلتی ہے پھولتی ہے اور پھیلتی ہے پس تبلیغ کے مضمون کو اگر آپ گہرائی میں سمجھیں تو یہ ایک نہ ختم ہونے والا مضمون ہے۔ جو لوگ آپ کی تبلیغ کے ذریعہ احمدی ہوئے ہیں ان کو ایسا احمدی بنائیں کہ وہ خود آگے مبلغ بن جائیں، ان کی ایسی تربیت کریں کہ وہ آپ کے ساتھ ہمیشہ کے لئے گہرے طور پر وابستہ ہو جائیں۔ آپ سے محبت کرنے لگیں۔ آپ سے تعلق رکھنے لگیں اور ذاتی طور پر ان کا آپ سے پیار پیدا ہو جائے۔ یہ نہ صرف یہ کہ انتہائی ضروری ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے قرآن کریم میں کھلم کھلا یہی پیغام ہے جو آپ کو دیا گیا ہے چنانچہ وہ آیت جس کی میں نے بارہا تلاوت کی اور بارہا اس کے مضامین آپ کو سمجھائے اس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ

(سورۃ حٰم سجدہ آیت ۳۵)

دیکھو تبلیغ کا مقصد یہ نہیں ہے کہ پھل حاصل کرو اور پھر ان کو چھوڑتے چلے جاؤ۔ تبلیغ کا مقصد یہ ہے کہ کسی شخص کو جب تم مسلمان بناتے ہو تو ایسا مسلمان بناؤ کہ وہ تم سے محبت کرنے لگے۔ تمہارا عاشق ہو جائے اور اتنا گہرا رابطہ تم سے پیدا ہو جائے کہ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ گویا وہ جانثار دوست بن گیا ہے۔ اس رنگ میں جب آپ نے نئے وجود کی تربیت کرنی ہے تو یاد رکھیں کہ جو آپ کا جانثار دوست ہے وہ آپ کے رنگ پکڑے گا۔ جیسے احمدی آپ ہیں ویسا ہی وہ بنے گا۔ اس لئے بہت ہی ضروری ہے کہ آپ کی محبت کے نتیجہ میں وہ نقصان نہ اُٹھا جائے۔ آپ کی بد عادتیں اس میں منتقل نہ ہو جائیں۔ آپ کی لغزشیں اُس کی لغزشیں نہ بن جائیں۔ آپ کی کمزوریاں اُس کی کمزوریاں نہ ہو جائیں۔ پس تبلیغ کا مضمون بہت ہی گہرا مضمون ہے۔ بڑی تفصیل کے ساتھ غور کرنے والا مضمون ہے اور بڑی تفصیل کے ساتھ ذمہ داریاں عائد کرنے والا مضمون ہے۔ پس جب میں کہتا ہوں کہ اپنی تربیت کریں تو ان سارے تقاضوں کو، ان احتمالات کو اور ان امکانات کو مدّ نظر رکھ کر کہتا ہوں۔

خدا کرے کہ ہر احمدی ایسا مبلغ بنے کہ اللہ کے فضل کے ساتھ اس تبلیغ کی برکت سے اس کے نفس کا مربی بیدار ہو جائے۔ اپنے نفس کی تربیت کی طرف وہ متوجہ ہو اور اس تربیت کے نتیجہ میں اس کے اعمال زیادہ حسین ہوتے چلے جائیں اور پھر اس کے حق میں پہلے سے بڑھ کر خدا کا یہ وعدہ پورا ہو کہ جس کے اعمال اچھے ہوں گے اس کے قول میں اور زیادہ تاثیر پیدا ہوتی چلی جائے گی۔ پھر اُس کی تربیت کے نتیجہ میں جو نئے احمدی اپنی اصلاح کریں وہ بھی خدا کے فضل کے ساتھ ایسے داعی الی اللہ بن جائیں جن کی آواز میں غیر معمولی کشش ہو۔ جن کے عمل پہلے سے بڑھ کر حسین ہوتے چلے جائیں۔ یہ وہ طریق ہے جس کے نتیجہ میں روحانی انقلاب برپا ہوا کرتے ہیں۔ یہی وہ طریق ہے جس کے نتیجہ میں آغاز اسلام میں ایک ایسا انقلاب برپا ہوا جس نے دشمن کی آندھیوں کے رُخ موڑ دیئے اور کوئی طاقت اس انقلاب پر غالب نہ آسکی۔ یہی وہ انقلاب تھا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بڑی شان اور طاقت کے ساتھ جاری ہوا اور باوجود اس کے کہ اُس وقت احمدیت نہایت کمزور حالت میں تھی اس کے باوجود ایسی غیر معمولی طاقت کے ساتھ احمدیت نے نشوونما اختیار کی اور اس شان کے ساتھ آگے بڑھی ہے کہ ہر مقابل کے منہ پھر گئے لیکن وہ احمدیت کا منہ پھیرنے میں ناکام رہا۔ یہ وہ صفات حسنہ ہیں جو آج بھی آپ کے اندر پیدا ہو گئیں تو آج بھی ویسے ہی نتائج نکلیں گے جیسے کل نکلے تھے جیسے آج نکلے ہیں ویسے نتائج پھر کل بھی نکلیں گے اور آئندہ آنے والی نسلیں آپ کو دعائیں دیں گی جو انہیں تبلیغ کے اسلوب سکھا گئے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ خدا کرے کہ جب یہ آئندہ سالوں آئیں تو اس سے بھی بہت بہتر حالت ہو اور آپ کے نمونے بتا کر باقی دنیا کو بھی تلقین اور تحریص کروں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے آمین!

نوٹ:۔ مکرم منیر احمد صاحب جاوید کا مرتب کردہ مندرجہ بالا خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ (ادارہ)

منقولات

اخبار وطن لندن اپنے ۱۷ اکتوبر کے شمارہ میں رقمطراز ہے:۔

بوسنیا میں کفار کے خلاف جہاد ہو تو احمدی مجاہدین کی صف اوّل میں ہوں گے

مرزا طاہر احمد۔ بوسنیا میں انسانیت سوز مظالم ہٹلر کے دور کو بھی شرما رہے ہیں!

لندن۔ (وطن نیوز) امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد نے مسجد فضل لندن میں خطاب کرتے ہوئے بوسنیا کے مسلمانوں پر توڑے جا رہے دردناک مظالم پر گہرے قلبی دکھ اور تکلیف کا اظہار کیا اور دنیا بھر کے مسلمانوں کی توجہ بوسنیا کے مظلوم مسلمانوں کی طرف مبذول کراتے ہوئے فرمایا کہ دنیا کے اس خطہ میں مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے اور ایک سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت پوری قوم کو ملیا میٹ کیا جا رہا ہے۔ بچوں، بوڑھوں، عورتوں اور مردوں پر ایسے مظالم توڑے جا رہے ہیں جو ہٹلر کے دور کو بھی شرماتے ہیں اور اس تمام ظلم کی وجہ صرف اسلام ہے۔ انہوں نے کہا کہ افسوس کی بات یہ ہے کہ مسلمان حکومتیں اس معاملہ میں بالکل خاموش ہیں اور کسی ایک نے بھی یہ اعلان نہیں کیا کہ جس حق کی اسلام نے مسلمانوں کو اجازت دی ہے ہم اسے استعمال کریں گے آپ نے فرمایا کہ ایران، پاکستان اور ترکی کی حکومتوں کو چاہیئے کہ باہم مشورہ سے اس سلسلہ میں کوئی پروگرام بنائیں اور اپنی زمینیں بوسنیا کے مظلوم مہاجر مسلمانوں کے لئے پیش کریں۔ نیز جہاد کی تیاری کے سلسلہ میں ان لوگوں کی پوری پوری مدد کریں انہوں نے مزید کہا جماعت احمدیہ پر ہمیشہ یہ الزام عائد کیا جاتا رہا ہے کہ وہ جہاد کی منکر ہے حالانکہ جماعت احمدیہ کا ہمیشہ یہ موقف رہا ہے کہ قرآن کریم کی رُو سے بعض شرائط کے تحت ہی جہاد بالسیف لازم قرار پاتا ہے آپ نے فرمایا کہ آج بوسنیا کے حالات اس قسم کے ہیں کہ تمام شرائط جہاد وہاں پوری ہوتی نظر آتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسلامی جہاد کسی ایک ایسی سرزمین پر نہیں ہو سکتا جس زمین کا قانون وہاں کے باشندے کو اس کی اجازت نہ دے۔ انفرادی طور پر کسی ملک کے باشندے کو یہ حق نہیں کہ وہ اس ملک کے اندر رہتے ہوئے قانون شکنی کر کے کوئی کارروائی عمل میں لائے۔ لہٰذا یہ مسلمانوں کا فرض ہے اس طرح اگر پاکستان کسی ایسے منصوبہ کا اعلان کرے تو پاکستان کے رہنے والے احمدیوں کا فرض ہو گا کہ وہ اپنی سابقہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے مجاہدین کی صف اول میں شامل ہو امام جماعت احمدیہ نے تمام دنیا کے احمدیوں کو تحریک فرمائی کہ وہ دعاؤں کے ساتھ ساتھ بوسنیا کے ان مہاجر مظلوم مسلمان بھائیوں کے ساتھ بے پناہ ہمدردی و اخوت کا سلوک کریں ان کے دکھوں کو بانٹنے کی کوشش کریں، اور ان کے بچوں کی جو خدا کی خاطر یتیم بنائے گئے ہیں کفالت کا انتظام کریں۔

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

قسط ۱

پاکستانی ملاؤں کی ایک اور شعبدہ بازی

اک نہ اک دن پیش ہوگا تو فنا کے سامنے ٭ چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے
(حضرت بانی سلسلہ احمدیہ)

از مکرم احمد منیر خواجہ ۔ ورزبرگ ۔ جرمنی

روزنامہ اخبار جنگ لندن مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۹۲ء میں پاکستان کے مذہبی ٹھیکیداروں جن میں نائب امیر مجلس ختم نبوت پاکستان مولانا محمد یوسف لدھیانوی، مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی (مفتی اعظم پاکستان) سیکرٹری مجلس ختم نبوت مولانا زاہد الراشدی۔ مجلس ختم نبوت کراچی کے صدر الحاج مولانا عبد الرحمن باوا اور مولانا جمیل احمد نے جنگ کے ایک سہ رکنی پینل کو انٹرویو میں اظہار خیال کیا کہ۔

"قادیانیوں سے ہمارا مطالبہ بس اتنا ہے کہ وہ خود کو مسلم نہ کہیں۔"

میں ان پاکستانی ملاؤں کی خدمت میں ان کے مطالبہ کے سلسلہ میں نہایت ادب سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس کا جواب تو بعد میں آئیگا۔ کہ ہم احمدی اپنے آپ کو مسلمان کہیں یا نہ کہیں کیونکہ ایسا مطالبہ ایک جاہل سے جاہل انسان بھی نہیں کر سکتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان اسلام کے ٹھیکیداروں اور مذہبی رکھوالوں کا عقل کا خانہ بالکل خالی ہے۔ اس وقت میں ان ہزاروں واقعات میں سے چند واقعات اور عدالت کے فیصلہ جات ان کی خدمت میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ احمدی پکے مسلمان ہیں۔ ممکن ہے ان کو عقل آجائے۔ اور ان کے دلوں میں خدا تعالےٰ کا خوف پیدا ہو۔ اور اپنی شعبدہ بازیوں سے باز آجائیں۔ یہ حقیقت ہے کہ ان ملاؤں کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ یہ انسان کے لباس میں کیسے کیسے سانپ چھپے بیٹھے ہیں۔ جن پر نہ تو خدا تعالےٰ کے خوف کا اثر ہے۔ نہ ہی سادہ عوام کا خیال اور نہ ہی انسانیت کا۔

پہلا واقعہ جس کا تعلق پٹنہ کیس سے ہے۔ گو اس کی تفصیل بہت لمبی ہے۔ مگر میں صرف عدالت کا فیصلہ یہاں کاپی کرونگا۔ وہ واقعہ یہ ہے کہ مونگھیر شہر اور بھاگلپور میں کچھ احباب جماعت احمدیہ میں شامل ہو چکے تھے۔ مونگھیر میں حکیم خلیل احمد صاحب جماعت کے ایک معزز اور نہایت مخلص رکن تھے۔ ایک مسجد کی تولیت اور امامت ان کے خاندان میں چلی آتی تھی۔ ان کے جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کے بعد جماعت کے دیگر احباب بھی ان کی امامت میں اس مسجد میں نماز ادا کرنے لگے۔ محلہ دار اس پر معترض ہوئے انہوں نے حکیم صاحب کی امامت اور تولیت سے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ جماعت احمدیہ میں شامل ہونے سے حکیم صاحب اسلام سے مرتد ہو گئے ہیں۔ اور مسجد کی امامت اور تولیت کے اہل نہیں رہے۔ اور جماعت احمدیہ کے افراد بھی مسجد میں داخل ہونے اور وہاں فرداً فرداً یا با جماعت نماز ادا کرنے کا حق نہیں رکھتے۔ معاملہ دیوانی عدالت میں گیا۔ ابتدائی عدالت میں محمد ابراہیم سب جج نے قرار دیا کہ احمدیہ جماعت کے افراد کافر نہیں مسلمان ہیں۔ اس فیصلہ کے خلاف دونوں فریق نے ڈسٹرکٹ جج کی عدالت میں اپیل دائر کی۔ ڈسٹرکٹ جج نے سب جج صاحب کا فیصلہ بحال رکھا۔ فریقین نے پٹنہ ہائی کورٹ میں اپیل دائر کی۔ فریق مخالف کا مطالبہ تھا کہ جماعت احمدیہ کو کافر قرار دیا جائے اور انہیں مسجد میں جانے سے روک دیا جائے۔ حکیم خلیل احمد صاحب کا مطالبہ تھا کہ انہیں مسجد میں با جماعت نماز ادا کرنے کی اجازت ہونی چاہیئے۔ شروع دسمبر ۱۹۱۶ء میں دونوں اپیلیں سماعت کے لئے چیف جسٹس صاحب سر ایڈورڈ چیمیئر اور مسٹر جسٹس رو کے اجلاس میں درج ہو گئیں۔ حکیم خلیل احمد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عریضہ لکھا۔ اس عریضہ پر حضور رضؓ نے جماعت کی طرف سے حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب کو پٹنہ ہائی کورٹ میں کیس کی پیروی کرنے کے لئے ارشاد فرمایا۔

حضرت چوہدری صاحب رضؓ نے اپنی خداداد قانونی قابلیت اور خدا تعالےٰ کے خاص فضل سے اس مقدمہ میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ اور بالآخر عدالت کا فیصلہ ہمارے حق میں ہوا کہ ہم بحمد للہ مسلمان ہیں۔ ظفر اللہ جا لیا رضؓ

(سوانح حیات حضرت چوہدری صاحب تحدیث نعمت صفحہ ۱۴۷-۱۵۰)

دوسرا واقعہ اور ثبوت یہ ہے کہ جو میں حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب رضؓ کی زبانی کہہ دیتا ہوں۔ حضرت چوہدری صاحب رضؓ اپنی کتاب تحدیث نعمت میں فرماتے ہیں:۔

"جماعت احمدیہ کے افراد کے متعلق ارتداد کا سوال کئی بار عدالتوں میں آیا ہے۔ غالباً پہلی بار یہ سوال سیالکوٹ میں چھاؤنی کی جامع مسجد کی تولیت اور امامت کے سلسلہ میں عدالت کے روبرو آیا تھا۔ مولوی مبارک علی صاحب کے سلسلہ میں بیعت ہونے پر چھاؤنی کے مسلمانوں کی طرف سے جامع مسجد کی تولیت اور امامت سے علیحدہ کرنے کے لئے دیوانی عدالت میں چارہ جوئی کی گئی۔ اس وقت سیالکوٹ میں کوئی احمدی وکیل نہیں تھا۔ والد صاحب ابھی سلسلہ احمدیہ میں بیعت نہیں ہوئے تھے۔ مولوی مبارک علی کی طرف سے والد صاحب کو وکیل کیا گیا۔ عدالت ابتدائی میں جج لالہ دھنپت رائے صاحب تھے۔ انہوں نے قرار دیا کہ جماعت احمدیہ کے افراد مسلمان ہیں اور دعویٰ خارج کر دیا۔ مدعیان نے ڈویژنل جج کی عدالت میں اپیل دائر کی۔ ڈویژنل جج مسٹر چیوس تھے جو بعد میں چیف کورٹ کے جج ہو گئے۔ انہوں نے ابتدائی عدالت کا فیصلہ بحال رکھا۔ اور اپیل خارج کر دی۔ مدعیان نے اس فیصلے کے خلاف چیف کورٹ میں اپیل کی۔ چیف کورٹ نے قرار دیا کہ دعویٰ چونکہ مولوی مبارک علی صاحب کے سلسلہ احمدیہ میں بیعت ہونے کے چھ سال کے اندر اندر دائر نہ کیا گیا اس لئے زائد المیعاد ہے اور اس بنا پر اپیل خارج کر دی۔ چونکہ چیف کورٹ نے مدعا علیہ کے عقائد کی نسبت کوئی فیصلہ نہ دیا۔ اس لئے چیف کورٹ کا یہ فیصلہ اصل بنائے تنازعہ پر نظیر نہ ہوا۔

تیسرا واقعہ اور ثبوت یہ بھی میں حضرت چوہدری صاحب رضؓ کی زبانی لکھ دیتا ہوں۔ چوہدری صاحب رضؓ اپنی کتاب "تحدیث نعمت" میں فرماتے ہیں:۔ (صفحہ ۱۹۶-۱۹۷)

۱۹۱۴ء میں امرتسر میں ایک شخص بنام سراج الدین کے سلسلہ احمدیہ میں بیعت ہونے پر اس کی بیوی کی طرف سے دعویٰ دائر کیا گیا کہ میرا خاوند سلسلہ احمدیہ میں بیعت ہونے کی وجہ سے مرتد ہو گیا ہے۔ اس لئے قرار دیا جائے کہ میرا نکاح فسخ ہو گیا ہے۔ مدعیہ کی طرف سے مولانا ابو الوفا ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہل حدیث مختار خاص پیروی کرتے تھے۔ اور ڈاکٹر سیف الدین کچلو صاحب بیرسٹر ایٹ لاء وکیل تھے۔ مقدمہ کی سماعت مسٹر سیمور سب جج درجہ اوّل امرتسر نے کی۔ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضؓ کے ارشاد پر مدعا علیہ کی طرف سے پیروی کے لئے امرتسر جایا کرتا تھا۔ مدعیہ کے گواہان کے زمرے میں مولانا عبد الاحد غزنوی صاحب بھی اپنے تحریری فتویٰ کی تصدیق کے لئے پیش ہوئے۔ ان کا فتویٰ تھا۔

"مرزائے قادیان کافر است وہمہ مریدان او کافر اند و ہر کہ در کفر ایشان شک آرد او ہم کافر است۔"

★ ظفر اللہ خاں۔ جناب مولانا اگر کوئی شخص ایسے شخص کو کافر شمار نہ کرے۔ جو جناب مرزا صاحب کے مریدان کے کفر میں شک کرتا ہو۔ تو اس کے حق میں کیا ارشاد ہے؟

★ مولانا عبد الاحد غزنوی صاحب۔ وہ بھی ویسا ہی کافر ہے۔

★ ظفر اللہ خاں۔ اور جو اس کے کفر میں شک کرے اس کے متعلق کیا ارشاد ہے؟

★ جناب مولانا صاحب۔ وہ بھی ویسا ہی کافر ہے۔

اس پر سب جج صاحب نے فرمایا۔ پھر اب سب کافر ہو چکے۔ قصہ تمام ہوا۔

ہماری طرف سے کچھ غیر از جماعت مسلمان معززین پیش ہوئے۔ جنہوں نے جماعت احمدیہ کے متعلق شہادت دی کہ ان کا مسلک عین ارکانِ اسلام کے مطابق ہے۔ اور ہم انہیں مسلمان کہتے ہیں۔ ان میں مرزا بدر الدین صاحب بیرسٹر ایٹ لاء اور سردار اکبر خاں صاحب بیرسٹر ایٹ لاء بھی شامل تھے۔ جب ان گواہوں کی شہادت ہو چکی جنہیں ہماری طرف سے بذریعہ عدالت طلب کرایا گیا تھا تو جج صاحب نے مجھ سے دریافت فرمایا۔ کیا شہادت ختم ہے۔ میں نے کہا۔ جناب ایک گواہ باقی ہے۔ پوچھا وہ کون ہے؟ میں نے کہا جناب مدعیہ کے مختار مولانا ثناء اللہ صاحب۔ اس پر مولانا صاحب نے فرمایا۔ مجھے تو طلب نہیں کیا گیا۔ میں نے کہا۔ آپ عدالت میں موجود ہیں۔ طلبی کی ضرورت نہیں۔ مولانا صاحب نے فرمایا۔ لیکن مجھے خرچ خوراک ملنا چاہیئے۔ میں نے کہا عدالت میں موجود ہونے کی صورت میں آپ خرچ خوراک کا مطالبہ کرنے کے مجاز تو نہیں۔ لیکن مجھے آپ کے ساتھ بحث مقصود نہیں۔ لیجئے تین روپے حاضر ہیں۔ قبول فرمایئے۔ اور اقرار صالح کیجئے۔

جب مولانا شہادت دینے کھڑے ہوئے تو میں نے ان کے اخبار اہلحدیث کا ایک پرچہ جیب سے نکالا اور اس میں مندرجہ نوٹ کی طرف مولانا صاحب کو توجہ دلائی۔ اور دریافت کیا کیا یہ آپ کا لکھا ہوا ہے؟ فرمایا میرا لکھا ہوا ہے۔ میں نے پوچھا درست ہے؟ فرمایا درست ہے۔ میں نے وہ پرچہ بطور شہادت پیش کر دیا۔ اس نوٹ کا مضمون یہ تھا (یہ نوٹ مولانا ندوی صاحب کے لئے بھی خاص طور پر توجہ کا طالب ہے)

"ایک صاحب نے ہم سے سوال کیا کہ آپ نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے مل کر اشاعت اسلام کا ادارہ قائم کیا ہے۔ اگر اس ادارے کی تبلیغی سرگرمیوں کے نتیجے میں کوئی غیر مسلم مرزائی ہو جائے۔ تو کیا آپ کے نزدیک وہ مسلمان ہو گا۔ ہماری طرف سے اس سوال کا جواب یہ ہے کہ مسلمان ہونا دو لحاظ سے ہے۔ ایک اخروی نجات کے لحاظ سے۔ اس کا علم اللہ تعالےٰ کو ہے۔ اور فیصلہ اس کے ہاتھ میں ہے۔ ہم اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتے۔ دوسرے عرف عام کے لحاظ سے اس لحاظ سے ہم ہر کلمہ گو کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ مرزائی بھی کلمہ گو ہیں۔ اس لئے کوئی اعتراض پیدا نہیں ہوتا۔"

ڈاکٹر کچلو نے مولانا سے کوئی سوال کرنا چاہا تو جج صاحب نے فرمایا۔ مدعا علیہ کے وکیل نے صرف ایک دستاویز کی گواہ سے تصدیق کرائی ہے۔ اس کے مضمون کے متعلق کوئی سوال نہیں کیا۔ اس لئے آپ اس دستاویز کے مضمون کے متعلق جرح کرنے کے مجاز نہیں۔ جج صاحب اور وکلاء سب تھکے ہوئے تھے۔ عدالت کے کمرے سے سب اکٹھے باہر آ گئے۔ تین روپے ابھی مولانا کے ہاتھ میں ہی تھے۔ انہوں نے انہیں چھنکایا اور مسکرا کر مجھے فرمایا۔

"مرزا صاحب سے ہمیں کچھ نہ کچھ حاصل ہوتا ہی رہتا ہے۔"

بحث ہو گئی اور چند دن بعد جج صاحب نے فیصلہ سنایا کہ مدعا علیہ کا نکاح فسخ نہیں ہوا۔ اور دعویٰ خارج کر دیا۔ مدعیہ کی طرف سے اپیل دائر کی گئی جس کی سماعت گورداسپور میں ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج امرتسر کی عدالت میں ہوئی۔ اپیل میں عدالت ماتحت کا فیصلہ بحال رہا۔ اور اپیل خارج ہو گئی۔

"توہین عدالت کے کیس میں پیروی کے لئے میرا انتخاب"

چوتھا واقعہ اور ثبوت:- یہ ثبوت بھی میں حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحبؓ کی زبانی لکھ رہا ہوں۔

حضرت چوہدری صاحبؓ اپنی کتاب "تحدیث نعمت" میں فرماتے ہیں۔

اس مرحلے پر میاں محمد شفیع صاحب نے میری طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ میری رائے میں میرے دوست نصر اللہ خاں (میاں صاحب اکثر مجھے میرے والد صاحب کے نام سے ہی یاد فرمایا کرتے تھے) سے بہتر کوئی اس خدمت کو نباہ نہیں سکتا۔ اس مجلس میں بہت سے ایسے اصحاب موجود تھے جو لیاقت اور تجربے کے لحاظ سے مجھ سے کہیں آگے تھے۔ مثلاً میاں عبد العزیز صاحب مولوی غلام محی الدین صاحب سید محسن شاہ صاحب۔ ملک برکت علی صاحب۔ خلیفہ شجاع الدین صاحب غلام رسول خاں صاحب۔ میاں عبد الرشید صاحب اور میاں محمد رفیع صاحب لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی ذرہ نوازی نے اس مرحلے پر اس سعادت کے حصول کے لئے اس عاجز کا نام ہی میاں صاحب کی زبان سے نکلوایا۔ الحمد للہ۔

دوسرے ہی دن پانچ ججوں کے اجلاس میں اس کیس کی سماعت تھی تیاری کے لئے تو زیادہ وقت میسّر نہیں تھا۔ لیکن دعا کے مواقع ضرور میسّر تھے۔

اجلاس کے شروع ہونے سے پہلے ہی عدالت کے ہال میں پبلک سامعین کا حصہ کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ وکلاء میں سے بھی بہت سے موجود تھے۔ میں نے پہلے تو یہ عذر اٹھایا کہ عدالت کو توہین عدالت کے معاملہ میں اختیار سماعت حاصل نہیں اور دو گھنٹے کے قریب تو اسی بحث میں صرف ہوئے۔ اس کے بعد میں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ "مسلم آؤٹ لک" کا زیر بحث اداریہ جائز تنقید کی حد سے تجاوز نہیں کرتا۔ اور تنقید خواہ کتنی شدید ہو توہین عدالت نہیں کہلا سکتی۔ بسا اوقات عدالت ہائے اپیل عدالت ہائے ابتدائی کے فیصلوں کو منسوخ کرتی ہیں۔ اور بعض دفعہ عدالت ماتحت کے جج کے متعلق سخت الفاظ بھی استعمال کرتی ہیں۔ لیکن اس سے ماتحت جج کی توہین لازم نہیں آتی۔ آخر میں میں نے کہا۔ اگر بالفرض آپ قرار دیں کہ اداریہ زیر بحث سے جج متعلقہ کی توہین لازم آتی ہے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی حفاظت کی سعی میں اگر ہائی کورٹ کے ایک جج کی توہین لازم آ گئی۔ تو یہ امر ناگزیر تھا۔ جس کی پوری ذمہ داری مسئول علیہم تسلیم کرتے ہیں۔ جب بحث ختم ہو گئی۔ تو مولانا ظفر علی خاں صاحب سامعین کے حصے سے کٹہرے کو ہٹا کر میری طرف لپکے۔ اور اس ناچیز کے ہاتھوں کو بوسہ دے کر بلند آواز سے فرمایا۔

"آج تم نے ان لوگوں کا منہ کالا کر دیا جو کہتے ہیں مسلمانوں میں قابل وکیل نہیں ملتا۔ جزاک اللہ"

عدالت عالیہ سے ان دو خادمانِ رسولِ مقبول کو چھ چھ ماہ زندان میں یادِ رسول اور ذکر الٰہی میں صرف کرنے کی مہلت عطا ہوئی۔ زہے مقدر زہے زندانی۔ (تحدیث نعمت صفحہ ۳۵۰-۳۵۱)

(جاری ہے)

ولادت

خاکسار کو اللہ تعالےٰ نے مورخہ ۱۱/۱۰/۹۲ کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود مکرم سید عبد اللہ شاہ صاحب ربوہ کا پوتا اور ڈاکٹر مرزا محمد اقبال صاحب درویش قادیان کا نواسہ ہے۔

احباب جماعت سے نومولود کے نیک۔ صالح اور خادم دین اور درازیٔ عمر کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(اس خوشی کے موقعہ پر اعانت بدر میں ۱۰۰/- روپے ارسال ہیں)

خاکسار سید فہیم احمد آف ناروے

ناظمین اطفال متوجہ ہوں

مجلس خدام الاحمدیہ کا سال نو نومبر ۱۹۹۲ء سے شروع ہو چکا ہے۔ تمام ناظمین اطفال سے درخواست ہے کہ وہ ہر ماہ باقاعدگی سے رپورٹیں مطبوعہ فارم پر لائحہ عمل کے مطابق بھجوایا کریں۔

● — اطفال کی تجنید اور تشخیص بجٹ جلد ارسال فرمائیں۔ اگر فارم موجود نہ ہوں تو منگوالیں۔

قائدین کرام اس سلسلہ میں ناظمین اطفال سے تعاون کریں۔

مہتمم اطفال الاحمدیہ بھارت

مدلل و مسکت جوابات

(قسط نمبر ۱۳)

راہِ ھدیٰ

تحریر ——— ایم کے خالد

دیوبندی عالم محمد یوسف صاحب لدھیانوی کے رسالہ "قادیانیوں کو دعوتِ اسلام" کے جواب میں (ادارہ)

"عقیدہ نمبر ۱۸"

اس عنوان کے تحت لدھیانوی صاحب لکھتے ہیں کہ "مسلمان تو جب کلمہ طیبہ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں تو محمد رسول اللہ سے ان کی مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہوتی ہے۔ لیکن قادیانی جب یہی کلمہ پڑھتے ہیں تو محمد رسول اللہ سے بعثت اولیٰ کے محمد رسول اللہ مراد نہیں ہوتے بلکہ دوسری بعثت، قادیانی بعثت کے محمد رسول اللہ یعنی مرزا صاحب مراد ہوتے ہیں اور یہ الزام نہیں بلکہ مرزا صاحب کی بعثت ثانیہ کا منطقی نتیجہ ہے۔" (صفحہ ۲۲)

حضرات! لدھیانوی صاحب نے یہاں بھی حسب عادت، بڑا خوفناک جھوٹ بولا ہے۔ حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ السلام نے یا آپ کے خلفاء نے کہیں بھی یہ نہیں لکھا کہ کلمہ طیبہ لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں محمد رسول اللہ سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہیں بلکہ اس سے مراد مسیح موعود کا وجود ہے اور نہ ہی کہیں اپنی جماعت کو یہ تعلیم دی ہے کہ جب تم کلمہ طیبہ پڑھو تو محمد رسول اللہ کے فقرہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مراد نہ لیا کرو بلکہ اس سے مراد مسیح موعود کا وجود لیا کرو۔

اگر مہدی معہود کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ثانیہ کا مظہر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل اور بروز ہونے کی بناء پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کلمہ طیبہ کے مفہوم میں تبدیلی ہوگئی اور محمد رسول اللہ سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں رہے تو لدھیانوی صاحب، ذرا تکلیف کرکے ہماری اس کتاب کی فصل اوّل کو دوبارہ ملاحظہ فرمائیں اور ان تمام بزرگان پر بھی وہی فتویٰ لگائیں جو ہم پر لگاتے ہیں کیا وہ سب بھی کلمہ طیبہ میں محمد رسول اللہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد نہیں لیتے بلکہ مہدی اور مسیح کا وجود مراد لیتے ہیں۔ اب کچھ مزید حوالہ جات بھی ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ صحابی رسول ایک مرتبہ حضرت عمر کے دربار خلافت میں بیٹھے ہوئے تھے حضرت عمرؓ نے ان کا ان الفاظ میں تعارف کرایا۔

"سید المرسلین ابی بن کعب" (الادب المفرد للبخاری باب الخرق صفحہ ۶۹)

یعنی ابی بن کعبؓ سید المرسلین ہیں اب کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کی بیعت کرنے والے صحابہؓ اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کلمہ طیبہ میں محمد رسول اللہ سے مراد حضرت ابی بن کعبؓ کا وجود لیتے تھے؟ کیونکہ حضرت عمرؓ خلیفہ راشد نے انہیں سید المرسلین کہہ کر انہیں ظلی اور بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا ہے۔

(۲) حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے بارے میں فرماتے ہیں۔

"ھذا وجود جدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم لا وجود عبد القادر" (گلدستہ کرامات صفحہ ۱۰ اکتاب مناقب تاج الاولیاء صفحہ ۳۵)

کہ یہ عبد القادر کا وجود نہیں بلکہ میرے نانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے۔ اس فقرہ میں بھی آپ نے اپنے وجود کو ظلی اور بروزی طور پر ہی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود قرار دیا ہے۔

(۳) سلسلہ احمدیہ کے مشہور معاند مولانا محمد عالم آسی کی کتاب "الکاویہ علی الغاویہ" میں لکھا ہے۔ "کتاب سیف ربانی صفحہ ۸۰ مصنفہ محمد تکی میں ہے کہ حضرت عبد القادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک بار ایسا محو کر دیا کہ میں یوں کہہ رہا تھا کہ

لوکان موسیٰ حیاً لما وسعہ الا اتباعی

(یعنی اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری پیروی کے علاوہ کوئی چارہ نہ تھا)

تو مجھے معلوم ہوا کہ میں فنافی الرسول ہوں۔ پھر ایک دفعہ محو ہوا تو میں کہہ رہا تھا

انا سید ولد ادم ولا فخر

(یعنی میں ہی آدم کا سردار ہوں اور اس میں کوئی فخر نہیں)

جس سے معلوم ہو گیا کہ میں اس وقت محمدؐ بن گیا تھا ورنہ ایسے لفظ بطور دعویٰ مجھ سے ظاہر نہ ہوتے۔

ایک دفعہ آپ نے اپنے مرید سے فرمایا تھا کہ

اشھد انی محمد رسول اللہ

کہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں محمد رسول اللہ ہوں۔

تو مرید نے اس کی تصدیق کی تھی" (کاویہ علی الغاویہ صفحہ ۹۹ بار اول مارچ ۱۹۳۱ء)

اب کیا فتویٰ دیتے ہیں جناب لدھیانوی صاحب حضرت عبدالقادر جیلانیؒ اور آپ کو بزرگ اور ولی ماننے والوں پر۔ جناب لدھیانوی صاحب آپ جس رسالہ میں یہ فتویٰ صادر فرمائیں اس کے نسخہ جات جماعت احمدیہ کے ممبران کو بھی ارسال فرماویں۔

(۴) حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھا ہے کہ ان سے کسی نے پوچھا عرش کیا ہے؟ فرمایا میں ہوں۔ پوچھا کرسی کیا ہے؟ فرمایا میں ہوں۔ پوچھا لوح کیا ہے؟ فرمایا میں ہوں پوچھا کہتے ہیں ابراہیم موسیٰ اور محمد صلعم اللہ کے برگزیدہ بندے ہیں فرمایا میں ہوں

(تذکرۃ الاولیاء اردو باب ۱۴ صفحہ ۱۲۸ شائع کردہ شیخ برکت علی اینڈ سنز)

لدھیانوی صاحب اب فرمائیے اس سے بڑھ کر کوئی اور چیز ہو تو لاکر دکھائیے۔ یہ عارفانہ کلام پڑھ کر ہمیں تو سمجھ آگئی ہے کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ پر کفر کا فتویٰ لگانے والے کس قماش کے آدمی تھے اور کیا کچھ آپ کے پلے بھی بات پڑی کہ نہیں؟

(۵) حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھا ہے۔ ایک شخص نے خواجہ سے کہا میں چاہتا ہوں کہ مرید ہو جاؤں کہا لاالٰہ الا اللہ چشتی رسول اللہ کہہ اس نے ایسا ہی کہا خواجہ نے اسے مرید کر لیا۔

(حسنات العارفین فارسی صفحہ ۹ زیر عنوان شیخ خواجہ معین الدین)

ہندوستان و پاکستان میں کروڑہا بندگان خدا جو حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو امت محمدیہ کے عظیم ترین اولیاء اور بزرگوں میں شمار کرتے ہیں اور ان کی عقیدت کا دم بھرتے اور ان پر اپنی جان چھڑکتے ہیں وہ سب اس کلمہ یعنی لاالٰہ الا اللہ چشتی رسول اللہ کو درست سمجھتے ہیں ان سب کے متعلق آنجناب کا کیا فتویٰ ہے کیا ان کے مرشد و امام حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے اس کلمہ کے بعد کیا ان کا کلمہ وہی لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ رہتا ہے۔ کیا وہ سب کلمۃً دائرہ اسلام سے خارج ہونگے۔ کیا وہ جب بھی محمد رسول اللہ کا کلمہ پڑھیں گے اس سے مراد چشتی رسول اللہ لیں گے یا پھر ان کے ہاں بھی دو محمدؐ کا تصور موجود ہے اور دو کلمے رائج ہیں۔ ایک محمد رسول اللہ کا اور ایک چشتی رسول اللہ کا مہربانی فرما کر اس بارہ میں خوب اچھی طرح وضاحت فرما کر غیر مبہم الفاظ میں فتویٰ صادر فرمائیے اور اس فتوے کی نقول گولڑہ شریف کے گدی نشینوں کو بھی ارسال فرمائیے۔ اور دنیا میں جہاں جہاں چشتی فرقہ کے لوگ رہتے ہیں انہیں بتادیں کہ ان کا کلمہ شہادت اور دین اسلام سے کوئی تعلق نہیں رہا۔ اس عظیم دینی مہم سے فارغ ہونے کے بعد پھر بے شک احمدیوں کی طرف رخ موڑ لیں (اگر اس وقت تک رخ باقی بچا) تو کوئی مضائقہ نہیں ہوگا۔

(۶) پھر تذکرہ غوثیہ کے صفحہ ۳۲۰ پر لکھا ہے۔

"حضرت ابوبکر شبلیؒ نے ایک مرید سے کہا تھا کہ لا الہ الا اللہ شبلی رسول اللہ کہو اس نے انکار کر دیا۔ آپ نے اس کی محبت توڑ ڈالی"

(تذکرہ غوثیہ صفحہ ۳۲۰ ملفوظات وحالات سید غوث علی شاہ قلندر پانی پتی مؤلفہ مولانا شاہ گل حسن صاحب (خلیفہ خاص) ناشر دار الاشاعت بالمقابل مولوی مسافر خانہ کراچی)

لدھیانوی صاحب۔ لیجئے! ایک اور ہم دیکھئے کا میدان نکل گیا اب اپنا ڈنڈا اٹھا کر شبلیوں کے پیچھے پڑ جائیں اور جب تک ان سب کے سر نہ توڑ لیں اس وقت تک احمدی بیچاروں کی طرف رخ کرنے کا آپ کو تو کوئی حق نہیں ہے۔

ہمارے امام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہیں انہوں نے کبھی ایک مرتبہ بھی نہیں کہا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بجائے میرا یعنی غلام احمد قادیانی علیہ السلام کا کلمہ پڑھا کرو۔ ضمناً گزارش ہے کہ شبلیوں اور چشتیوں کے سر آپ نے کیا توڑنے ہیں آپ کے ڈنڈے تو کمزوروں پر پڑتے ہیں۔ ہمیں تو فکر ہے کہ اس ہم میں خود آپ کے سر کی خیر ہو۔ شبلیوں کے خلاف مزید آپ کے ہاتھ مضبوط کرنے کے لئے ایک اور دلچسپ حوالہ پیش خدمت ہے۔

حضرت سید عبد الکریم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

"ولا تری انہ صلی اللہ علیہ وسلم لما ظہر فی صورۃ الشبلی رضی اللہ عنہ قال الشبلی لتلمیذہ اشہد انی رسول اللہ وکان التلمیذ صاحب کشف فعرفہ فقال اشہد انک رسول اللہ"

(الانسان الکامل جلد نمبر ۲ باب ۶۰ صفحہ ۱۰۳ اردو ترجمہ مولوی محمد ظہیر صاحب ظہیری السہوانی مطبوعہ فیض بخش سٹیم پریس فیروز پور شہر ۱۹۰۸)

یعنی کیا تم نے اس پر غور نہیں کیا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شبلیؒ کی صورت میں ظہور فرمایا تو آپ نے ایک شاگرد سے جو صاحب کشف تھا فرمایا گواہی دو کہ میں (شبلی) اللہ کا رسول ہوں۔ سو اس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً تو اللہ کا رسول ہے۔

(۷) حضرت مولانا شاہ نیاز احمد دہلویؒ نے تمام نبیوں کے بروز ہونے کا دعویٰ کیا چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

آدمؑ و شیثؑ و نوحؑ و ہودؑ و عزیزیم کہ بود
صاحب ہر عصر منم من نہ منم نہ من منم
عیسیٰؑ مریمی منم احمد ہاشمی منم
حیدر شیر منم من نہ منم نہ من منم

(دیوان نیاز مطبوعہ ۱۲۹۰ھ صفحہ ۲۲)

یعنی آدم، شیث، نوح، ہود، عیسیٰ مریمی، احمد ہاشمی، حیدر شیر خدا بلکہ صاحب ہر عصر میں ہوں

(۸) حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔

"کاتب الحروف نے حضرت والد ماجد کی روح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے سلئے میں پینے کی کیفیت کے بارے میں دریافت کیا تو فرمانے لگے یوں محسوس ہوتا تھا گویا میرا وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود سے مل کر ایک ہو گیا ہے۔ خارج میں میرے وجود کی کوئی الگ حیثیت نہیں تھی"

(انفاس العارفین صفحہ ۱۰۳ مصنفہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی مترجم سید محمد فاروق القادری ایم۔ اے مطبوعہ مکتبہ جدید پریس لاہور ۱۳۹۴ھ ناشر المعارف لاہور)

پھر حضرت شاہ صاحب اپنے چچا حضرت شیخ ابو الرضا محمد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ

"حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے خواب میں دیکھا جیسے مجھے اپنی ذات مبارک کے ساتھ اس انداز سے قرب و اتصال بخشا کہ جیسے ہم متحد الوجود ہو گئے ہیں اور اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عین پایا"

(انفاس العارفین صفحہ ۱۹۷ ایضاً)

(۹) حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ اپنے وقت کے مرشد کامل کی شان بیان کرتے ہوئے مثنوی میں فرماتے ہیں۔

کہ نبی وقت خویش است اے مرید
زاں کہ از نور نبی آمد پدید

(مثنوی دفتر پنجم زیر عنوان در بیان آنکہ ماسوی اللہ ہمہ آکل و ماکول اند)

کہ پیر طریقت جو سلوک کی منازل سے آشنا ہوتا ہے وہ نبی وقت ہوتا ہے۔

حضرت ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ فرمایا۔

"میں خدائے وقت ہوں اور مصطفائے وقت ہوں"

(تذکرۃ الاولیاء اردو صفحہ ۳۴۱ باب ۷۷ حالات ابو الحسن خرقانی شائع کردہ ملک دین محمد اینڈ سنز لاہور)

ظاہر ہے کہ حضرت خرقانیؒ ظلی اور بروزی طور پر ہی اپنے آپ کو خدا اور مصطفےٰ قرار دے رہے ہیں نہ کہ حقیقی اور جسمانی طور پر۔ اگر ظلی اور بروزی طور پر محمدؐ کہنے کے سبب جماعت احمدیہ پر کلمہ طیبہ میں "محمد رسول اللہ" سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام ہونے کا اعتراض درست ہے تو پھر ماننا پڑے گا کہ حضرت خرقانیؒ کلمہ طیبہ میں اللہ اور رسول سے مراد دونوں جگہ اپنا وجود لیتے ہیں۔

دیو بندی فرقہ کے قابل احترام بزرگ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کو ان کے ایک مرید نے لکھا کہ

"کچھ عرصہ بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور (مولوی اشرف علی تھانوی ناقل) کا نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ مجھ سے غلطی ہوئی کلمہ شریف پڑھنے میں اس کو صحیح پڑھنا چاہئے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں .... لیکن زبان سے بے ساختہ بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اشرف علی نکل جاتا ہے..... کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہی کہتا ہوں۔

اللہم صل علی سیدنا و نبینا مولانا اشرف علی"

مولانا تھانوی صاحب اس خط کے جواب میں لکھتے ہیں۔

"اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے"

(رسالہ الامداد ماہ صفر ۱۳۳۶ھ صفحہ ۳۵ مطبوعہ تھانہ بھون)

جناب لدھیانوی صاحب یہ حوالہ پیش کرنے کے بعد تو شاید یہ مناسب نہ ہو کہ آپ کسی دوسرے فرقہ کے خلاف کوئی مہم جاری فرمائیں اب تو خیرات گھر سے ہی شروع کرنی پڑے گی آپ کے پیرو مرشد مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نے اپنے مرید کو یہ نہیں لکھا کہ خواب شیطانی ہے اور یہ نہیں فرمایا کہ کلمہ پڑھتے وقت اشرف علی رسول اللہ کہنا لعنتیوں کا کام ہے۔ اس لئے یہ رؤیا مردود ہے۔ توبہ کرو ورنہ جہنم میں جاؤ گے بلکہ اس رؤیا کو قبول فرماتے ہوئے اس پر صاد کیا اور اس کی تاویل کر دی۔ مگر لطف کی بات یہ ہے کہ اس تاویل کے باوجود آپ کے ایک اور مرشد نے جو مطلب سمجھا ہے کہ

شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی اپنے استاد مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی وفات پر مرثیہ لکھتے ہوئے ان کے بارے میں کہتے ہیں:-

زباں پر اہل اہواء کی ہے کیوں اعل ہبل شاید
اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی

(مرثیہ صفحہ ۶ بر وفات رشید گنگوہی صاحب از مولانا محمود الحسن دیوبندی مطبع بلالی ساڈھورہ ضلع انبالہ)

پھر ایک اور شعر میں کہتے ہیں۔

وفات سرور عالم کا نقشہ آپ کی رحلت
تھی ہستی گر نظیر ہستی محبوب سبحانی

(مرثیہ صفحہ ۱۲ ایضاً)

پس جب آپ احمدیوں کو یا چشتیوں کو یا شبلیوں کو کسی تاویل کی اجازت نہیں دیتے اور ان سے یہ حق چھین لیتے ہیں کہ وہ اس قسم کی عبارتوں کو شاعرانہ کلام کہیں نہ کہ حقیقی دعوے قرار دیں تو اب بتائیے کہ آپ یا آپ کے ہم عقیدہ دیو بندیوں کا کیا حق رہا ہے کہ جب کوئی اشرف علی رسول اللہ کہے تو تاویلیں کریں۔ لہذا اب تو آپ پر گھر سے جہاد کرنا واجب ہو گیا ہے۔ فرما ہے اس حال میں دوسرے دیوبندیوں کا قلع قمع کرنا آپ پر شرعی فریضہ بنتا ہے۔ یا پہلے آپ پر خود کشی واجب ہو گئی ہے۔

باقی ـــــ آئندہ

موسم سرما اور تحفظ جلد

مانہار چینا (ہیومینیٹیز) - سمواد بھارتی لکھنؤ

موسم سرما میں انسانی جلد پر مخصوص تاثرات ہوتے ہیں۔ اس میں اگر جلد کا مناسب رکھ رکھاؤ نہ کیا جائے تب نتیجۃً اس کا اثر واضح طور پر جلد پر نظر آتا ہے۔

خشک ہوا سے جلد کا رنگ سیاہی کی طرف مائل ہوتا ہے۔ سرد ہوا کا بُرا اثر جلد پر ہی نہیں بلکہ بالوں پر بھی پڑتا ہے۔ یوں تو موسم سرما نہایت ہی خوشگوار اور صحت افزا ہوتا ہے۔ لیکن ضرورت ہوتی ہے مناسب غذا اور حفاظت کی۔ سرما میں جلد خشک ہو جاتی ہے۔ جس کا سبب تیز ہوائیں اور درجہ حرارت میں کمی۔ بیرونی ہوا کی حرارت نہ ملنے سے جسم کے اندرونی اعضاء سست ہو جاتے ہیں جس سے جلد کی بیرونی سطح کو ضروری چربی مہیا نہیں ہو پاتی۔ دھوپ میں بیٹھے رہنے سے بھی جلد بے آب اور سیاہ مائل ہو جاتی ہے۔ ایر کنڈیشنر ہیٹر وغیرہ کے نزدیک بھی دیر تک بیٹھنے سے جلد کی قدرتی نمی کم ہو جاتی ہے جس سے جلد پر خشکی آجاتی ہے اور اس پر شکنیں نمودار ہونے لگتی ہیں ایسی حالت میں جلد کو نئی زندگی کی ضرورت درکار ہے اس لئے لازم ہے کہ جلد کی مناسب احتیاط کریں۔ موسم سرما کا آغاز ہوتے ہی کسی اچھے موئسچرائزر کا استعمال کریں۔ چہرہ کے علاوہ جسم کے دیگر اعضاء خاص طور سے ان اعضاء پر جو برہنہ رہتے ہیں موئسچرائزر کا استعمال کریں۔ بہتر یہ ہے کہ جسم کے زیادہ تر اعضاء کو پوشیدہ رکھنے کی کوشش کریں۔

موسم سرما میں صابن کا استعمال بہت کم کریں۔ کولڈ کریم یا روغن زیتون سے جلد کی مالش سے جلد کی خشکی سے کافی حد تک راحت مل سکتی ہے۔ مالش کرنے کے وقت یہ خیال رہے کہ جلد بالکل صاف ہو جس کے لئے ٹیپ کلینزنگ درکار ہے تیار کلینزنگ بازار میں فروخت ہوتا ہے۔ سردست بغیر جوش دیا دودھ بھی کلینزنگ کا کام کرتا ہے۔ چہرہ کی آب کے لئے پھلوں سے بھی فائدہ اُٹھائیں رس بھری کا عرق چہرہ کی صفائی کے لئے بہترین ہے۔ ٹماٹر کا عرق بھی مفید ہے۔ شب میں سونے سے پہلے چہرہ کو اچھی طرح صاف کر کے اسکن ٹانک، بادام روغن یا عرق زیتون سے بیس منٹ تک مالش کریں۔

اسکن ٹانک بھی گھر میں تیار ہو سکتا ہے۔ پچاس گرام گیندے کے پھول کے برگ۔ نصف سیر پانی میں ہلکی آگ پر جوش دیں۔ برتن کو ڈھانک کر رکھیں۔ بخارات نہ نکلنے پائیں۔ نصف پانی جل جانے پر برگ نچوڑ کر پھینک دیں بقیہ پانی میں ۵۰ گرام خالص موم پگھلا کر ڈالیں دیں اندازاً ۳۰ منٹ تک ہلکی آگ پر جوش دیں۔ ٹھنڈا ہونے پر شیشی میں بھر لیں۔ کریم کی شکل میں اسکن ٹانک تیار ہے۔

صاف اور ملائم جلد کے لئے ایک چمچ بالائی میں لیموں کے عرق کی کچھ بوندیں اور ایک چٹکی ہلدی ملائیں۔ ماہ میں ایک مرتبہ فیشیل کرنے سے خون کا دورہ بڑھے گا سست رگیں صاف ہو جائیں گی اور جلد میں آب آجائے گی۔

جلد کی نکھار کے کچھ گھریلو نسخے

دو حصہ گلسرین میں ایک حصہ عرق گلاب اور ایک حصہ لیموں کا عرق تحلیل کر کے شیشی میں رکھ لیں اس کے استعمال سے جلد صاف ہو کر چمک اُٹھے گی۔

خشک ہوا سے جلد میں اگر شگاف ہو جائیں۔ میدہ میں تھوڑا سا کچا دودھ حل کر کے پیسٹ بنالیں اور چہرہ پر اس کی مالش کریں تھوڑا خشک ہونے پر رگڑ کر اتاریں۔ جلد صاف اور ملائم ہو جائے گی۔ اگر چہرہ کی جلد بہت خشک اور ناہموار ہے تب تربوز۔ کدو۔ کھیرا، خربوزہ چاروں کے تخم مساوی حصہ میں لے کر دودھ میں باریک حل کر لیں اور اس میں بالائی ڈال کر تحلیل کر کے چہرہ پر لگائیں۔ ایک گھنٹہ گزرنے پر چہرہ دھو ڈالیں۔

سرسوں کے اُبٹن سے بھی جلد کا رنگ نکھرتا ہے۔ سرسوں کے سفوف کو دودھ میں ملا کر جسم پر لگائیں خشک ہونے پر رگڑ کر اتاریں اس سے جلد میں خون کی رفتار بڑھتی ہے۔ بلا ناغہ استعمال سے جلد کے رنگ میں بھی نکھار آتا ہے۔

ہفتہ میں دو مرتبہ کسی بھی تیل یا کولڈ کریم یا روغن زیتون یا بادام روغن سے جسم پر جلد کی مالش کریں۔ اس کے بجائے ابٹن کا بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ جس کی مالش سے جلد صاف اور ملائم ہو جاتی ہے اور جلد کے اوطاق کھل جاتے ہیں۔

مناسب طور سے صفائی کرنے پر خون کی رفتار بڑھ جاتی ہے اور جسم کی رگیں مضبوط ہوتی ہیں۔ مسلسل ابٹن کے استعمال سے جلد کی کایا پلٹ ہونے لگتی ہے۔ جلد کی معمولی سی احتیاط کرنے سے جلد کی خوشنمائی کو استقلال دیا جا سکتا ہے۔

(سمبھار)

مُلّاں سے خطاب

اللہ کی ہستی پہ اگر تجھ کو یقیں ہے
مت بھول وہ ظالم کی حمایت میں نہیں ہے

اسلام خدا کا ہے وہی اس کا نگہباں
اللہ کے سوا کوئی نہیں اس کا امیں ہے

ہیں ختم رُسل نبیوں کے سردار میرے آقا
اب اُن کے سوا دوسرا سردار نہیں ہے

عاشق ہوں محمدؐ کا ہے قرآں میرے دل میں
مُلّا کی سیاست سے سروکار نہیں ہے

میری تو ہے سرکار جو سرکارِ مدینہ
مُلّا کی سیاست میری سرکار نہیں ہے

دربارِ نبی کا جو نہیں فیصلہ سنتا
مُلّا تو محمدؐ کا وفادار نہیں ہے

آئے ہیں مجدد نہیں مُلّا کی ضرورت
اسلام مکمل ہے یہی آخری دیں ہے

آقا کی وصیت ہے کرو بیعت مہدی
مہدی کی اطاعت سے تو انکار نہیں ہے

تو طالب دُنیا تجھے دیں ہے پیارا
یہ احمدی تیرا تو پرستار نہیں ہے

ہر اک کو بنا دیتا ہے تو کافر و مُرتد
اسلام تیرے باپ کا دربار نہیں ہے

نندوں نے تیرے پائی اماموں نے شہادت
واللہ تو امامت کا بھی حقدار نہیں ہے

اسلام کو فتنوں نے تیرے کر دیا برباد
اب تیری سیاست کا خریدار نہیں ہے

اللہ کا بھی۔ نام محمدؐ بھی مٹایا
لرزاں تیری گستاخی سے اب عرش بریں ہے

افلاک کے نیچے نہیں ملتا تیرا ثانی
شرماتا تجھے دیکھ کے شیطان لعیں ہے

مہدی کی عداوت میں اکڑ مت تو خبردار!
دیکھے گا نکلتی تیرے نیچے سے زمیں ہے

توبہ کا ہے دروازہ کھلا دیر نہ کر تو
اللہ کے دربار میں اندھیر نہیں ہے

دجّال کی ہر چال سے مُدثر تو بچا نا
فریاد لئے آیا میرا قلب حزیں ہے

(چوہدری عنایت اللہ احمدی لندن سابق مبلغ مشرقی افریقہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :-
"دُعا کرو تا تمہیں طاقت ملے۔ جو شخص دُعا کے وقت خدا کو ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا بجز وعدہ کی مستثنیات کے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دُعا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔"

بقیہ منقولات صفحہ

مسلمان انبیاء کرام کی توہین کی سخت مذمت کریں

لندن (پ ر) جماعت احمدیہ نے انڈی پنڈنٹ ٹیلی ویژن کے پروگرام اسپٹنگ المسیح میں خدا تعالیٰ کو ایک بوڑھے شخص کی صورت میں بائبل کی تلاش میں سرگرداں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہپی کے روپ میں دکھانے پر سخت احتجاج کیا ہے آئی ٹی وی نے پروگرام ۱۱ر اکتوبر کو دکھایا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ایک برگزیدہ نبی تھے اس لئے پروگرام سے مسلمانوں کی واقعی دل شکنی ہوئی ہے۔

(وطن لندن ۲۳ / ۱۰ / ۹۲)

اقامتِ دین کے نام پر جماعت اسلامی نے اربوں روپئے کی جائیدادیں بنائیں

۱۹۴۸ء میں جماعت اسلامی کے پاس صرف ایک سو روپے کا سرمایہ تھا آج دولت ہی دولت ہے

"سوسائٹی کے مختلف پروگراموں کے لئے ایک موزوں عمارت کی خریداری پیش نظر ہے تاکہ مزید منظم اور بہتر انداز میں کام ہو سکے۔ اہل خیر حضرات سے گذارش ہے کہ اس صدقۂ جاریہ میں دل کھول کر حصہ لیں۔

نوٹ:۔ ڈرافٹ / چیک "الفلاح اسلامک سوسائٹی" کے نام بنوائیں اور مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں۔

الفلاح اسلامک سوسائٹی
فلاح بلڈنگ مقابل زکریا مسجد
شمالی گھونڈا، دہلی ۱۱۰۰۵۳"

مذکورہ بالا اشتہار جماعت اسلامی ہند کے ترجمان سہ روزہ دعوت کے خصوصی شمارہ (۲۷ر نومبر ۱۹۹۱ء) میں شائع ہوا ہے۔ اس خصوصی شمارہ میں جماعت کی پچاس سالہ کارکردگی کا جائزہ لیا گیا ہے اور اس کے مستقبل کے منصوبوں پر روشنی بھی ڈالی گئی ہے۔ اس میں "جماعت اسلامی ہند ایک نظر میں" کے عنوان سے ایک دلچسپ مضمون بھی شامل کیا گیا ہے جس میں جماعت کی تشکیل، اس کے تنظیمی ڈھانچے، اس کے دائرہ کار، اس کے صوبائی دفاتر، اس کے ذریعہ چلائے جانے والے تعلیمی اداروں لائبریریوں، ہوسٹلوں، اخبارات اور رسائل وغیرہ کی تفصیل دی گئی ہے۔ یہ تفصیلات اس بات کی مظہر ہیں کہ پورے ملک میں ایک بھی سیاسی، مذہبی یا سماجی تنظیم ایسی نہیں ہے جو منقولہ و غیر منقولہ جائیداد کے معاملہ میں جماعت اسلامی کا مقابلہ کر سکے۔ یہ کہنا شاید غلط نہیں ہوگا کہ جماعت اسلامی ہند "اقامت دین" کے اپنے نصب العین کے معاملہ میں جتنی زیادہ سنجیدہ رہی ہے اس سے کہیں زیادہ سنجیدہ جائیداد بنانے کے معاملہ میں رہی ہے اور اسی سنجیدگی کا نتیجہ ہے کہ اس وقت پورے ملک میں ان کے پاس ۵ ارب روپے سے بھی زیادہ مالیت کی غیر منقولہ جائیداد موجود ہے۔ راجدھانی دہلی ہی میں اس کے پاس جو زمین ہے اور مکانات ہیں ان کی مالیت کسی بھی طرح ایک ارب روپیہ سے کم نہیں۔

مذکورہ بالا اشتہار میں جس "الفلاح سوسائٹی" کے لئے اہل خیر حضرات" سے مالی تعاون کی اپیل کی گئی ہے۔ وہ عملاً جماعت اسلامی ہند کا ہی ایک ذیلی ادارہ ہے اور یہ جماعت کا واحد ذیلی یا بے نامی ادارہ نہیں ہے مختلف ناموں کے ساتھ اس طرح کے اور بھی بہت سے ادارے ملکی اور غیر ملکی "اہل خیر حضرات" کے مالی تعاون سے پھل پھول رہے اور جماعت کے لئے مزید جائیدادوں کی فراہمی میں معاون بن رہے ہیں

مذکورہ بالا اشتہار گزشتہ نومبر کے آخری ہفتہ میں شائع ہوا تھا اور اس کی اشاعت کے کچھ ہی دنوں کے بعد ابوالفضل انکلیو میں تقریباً ۱۰ لاکھ روپے کی قیمت کی ایک تین منزلہ عمارت خرید لی گئی اور اس طرح اہل خیر حضرات کے تعاون سے دلی میں موجود جماعت کی درجنوں عمارتوں میں ایک عمارت کا اور اضافہ ہو گیا کسی ادارے کیلئے زمین یا عمارت کی خریداری کوئی حیرت انگیز یا قابل اعتراض بات نہیں ہو سکتی لیکن جماعت کا معاملہ دوسروں سے کافی مختلف ہے۔

دہلی میں جماعت کے پاس اوکھلا کے قریب ابوالفضل انکلیو میں ۲۰ ایکڑ زمین ہے جو چھوٹی بڑی بہت سی عمارت بنی ہوئی ہیں الفلاح سوسائٹی کا دفتر کسی پریشانی کے بغیر کسی ایک میں منتقل کیا جا سکتا تھا۔ ۲۰ ایکڑ کے اس کیمپس میں حال ہی میں مرکزی مکتبہ کی ایک بہت بڑی عمارت میں جماعت کا مرکزی دفتر منتقل کیا گیا ہے۔ جماعت کے اپنے دفتر کے لئے ایک پرشکوہ عمارت زیر تعمیر ہے جس کی تکمیل کے بعد مرکزی مکتبہ کو اس کی عمارت واپس دے دی جائیگی۔

جماعت کا اردو ترجمان دعوت ہندی ہفتہ وار کانتی اور انگریزی ہفتہ وار ریڈینس کے لئے بھی یہاں عمارتیں تعمیر کرائی گئی ہیں۔ "دعوت" منتقل ہو چکا ہے کانتی اور ریڈینس کی منتقلی جلد ہی متوقع ہے۔ اس کیمپس میں ایس آئی او کا دفتر بھی ہے بہت سے رہائشی مکانات بھی بنائے گئے ہیں، جن میں جماعت کے کارکن بھی رہتے ہیں۔

جماعت کا مرکزی دفتر چتلی قبر دہلی ۶ کی جس عمارت میں تھا وہ تقریباً ڈیڑھ ہزار مربع گز میں پھیلی ہوئی ہے اور یہ وہ علاقہ ہے جہاں زمین اور دکانیں سونے کے بھاؤ بھی مشکل ہی سے دستیاب ہو سکتی ہیں۔ محلہ سوئیوالان میں واقع دعوت کا دفتر بھی تقریباً ۴۰۰ مربع گز زمین پر بنا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ انگریزی ہفتہ وار "ریڈینس" کا دفتر بھی جس جہازی عمارت میں ہے اس کا رقبہ تقریباً ۶۰۰ گز ہے۔ یہ دفتر بلیماران کی گلی بارہ دری شیر افگن میں واقع ہے۔

ریڈینس کی شروعات ایک ملی پرچہ کی حیثیت سے ہوئی تھی اس کے لئے جو بورڈ بنایا گیا تھا وہ مختلف تنظیموں اور مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والی ممتاز شخصیتوں پر مشتمل تھا۔ لیکن جماعت نے دھیرے دھیرے بہت ہی منصوبہ بند طریقہ سے اس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے انتظام میں دوسروں کا کوئی عمل دخل نہیں ہے اور ریڈینس کی یہ جہازی عمارت بھی عملاً جماعت اسلامی کی ملکیت بن چکی ہے

ان بڑی عمارتوں کے علاوہ جامع مسجد کے علاقہ میں جماعت کا اپنا پرنٹنگ پریس اور اس کی خاصی بڑی عمارت ہے، اس کے علاوہ پرانی دہلی کے مختلف علاقوں میں تقریباً ایک درجن ایسے مکان ہیں جو رہائشی مقصد کے لئے استعمال کئے جا رہے ہیں، اتنی ساری عمارتوں کے ہوتے ہوئے "الفلاح سوسائٹی" اور مدھر سندیش سنگم کے لئے ایک اور عمارت کی خریداری خاص طور پر اس صورت میں تو بالکل ہی سمجھ میں آنے والی نہیں ہے کہ مرکز اور دعوت کی عمارتیں اب تقریباً خالی ہو چکی ہیں۔ جو "الفلاح سوسائٹی" جیسے کم از کم ایک درجن اداروں کی ضرورتوں کے لئے کافی ہو سکتی ہیں ان حالات میں اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے کہ "اقامت دین" کے نام پر جماعت بہت ہی خاموشی کے ساتھ زمین، جائیداد بنانے کا ہی کام کر رہی ہے اور اس کا سلسلہ پورے ملک میں پھیلا ہوا ہے۔ اسکی ایک مثال تمل ناڈو کی ریاست میں ویلور کا اسلامک سینٹر بھی ہے جس کے لئے بھی دعوت کے اسی خصوصی شمارہ میں "اہل خیر حضرات" سے دل کھول کر مالی تعاون کی اپیل کی گئی ہے۔ اور ایک غیر مصدقہ اطلاع کے مطابق دہلی کے شاہین باغ کے علاقہ میں اس سینٹر کے نام پر بھی ۲ ہزار گز زمین خرید لی گئی ہے۔ حالانکہ تمل ناڈو میں اس کی اپنی عمارت موجود ہے۔ عمارتوں کی خریداری کا یہ کام نرسری اسکولوں، اسکولوں، کالجوں، ٹیکنیکل اداروں اور لائبریریوں کے نام پر بھی کیا جا رہا ہے۔ دعوت کے اسی خصوصی شمارہ میں صفحہ ۱۳۱ پر جو فہرست دی گئی ہے اس کے مطابق جماعت کے زیر انتظام یا جماعت کے متوسلین کے ذریعہ ۵۳ نرسری اسکول، ۱۷ ہائی اسکول، ۴ کالج اور ۱۰ فنی تعلیمی ادارے چلائے جا رہے ہیں۔ ان کے علاوہ لڑکوں اور لڑکیوں کے کل وقتی اور جز وقتی مدارس، تعلیم بالغان کے مراکز کی ایک بہت بڑی تعداد بھی جماعت کی دیکھ ریکھ میں کام کر رہی ہے (۴۷ کالج اسکول اور ۱۰ فنی تعلیمی ادارے کہاں ہیں اس کا علم کم ہی لوگوں کو ہے) ان موجود یا معدوم اداروں کے لئے بھی زمین یا عمارت چاہیئے اور انہیں چلانے کے لئے وسائل بھی درکار ہوں گے۔ اور ان کی فراہمی بھی یقیناً "ملکی اور غیر ملکی "اہل خیر حضرات" کے ذریعہ ہی ہوتی ہے

جماعت نے اربوں کی مالیت کی جائیدادیں صرف ۴۳ برسوں میں بنائی ہیں تقسیم ہند کے بعد ۱۹۴۸ء میں جب جماعت اسلامی ہند کی تشکیل نو ہوئی تو اس وقت دعوت کے خصوصی شمارہ کے مطابق اس کے کل ارکان کی تعداد ۲۴۰ تھی۔ اب یہ تعداد بڑھ کر ۳۸۱۷ تک پہنچ چکی ہے۔ ان کے علاوہ متوسلین کا بھی ایک زمرہ ہے جس کے افراد کی مجموعی تعداد چند لاکھ سے متجاوز نہیں ہے

(روزنامہ آزاد ہند کلکتہ ۲۲ر مئی ۱۹۹۲ء)

جماعت احمدیہ بنگلور کی مساعی

بنگلور کے نیشنل سوشل سروس کیمپ میں احمدی مبلغ کی تقریر

بنگلور سے تقریباً ۲۵ کلومیٹر دور "رات نور" نامی گاؤں ہے۔ وہاں نیشنل سوشل سروس تنظیم کا ایک ہفتہ کے لئے کیمپ لگا۔ کیمپ کے انچارج مکرم شکیل احمد صاحب سے قبل ازیں جب ملاقات ہوئی تو انہوں نے خوشی کا اظہار کیا۔ اور اپنے پروگرام میں ہمارے مبلغ سلسلہ کی تقریر بعنوان "اسلام اور انسانیت" شامل کی۔ اور اپنے دعوتی کارڈ اور پروگرام چارٹ میں محترم مولوی محمد کلیم خان صاحب اور احمدیہ مسلم مشن کا نام چھپوایا۔ تقریر کا وقت چار بجے شام مورخہ ۹ اکتوبر بروز جمعہ تھا۔ مبلغ صاحب موصوف نے ٹھیک وقت پر وہاں جاکر تقریر کی۔ جس کا بہت اچھا اثر رہا۔ اس پروگرام میں ایک مسلم تحصیلدار اور گاؤں کے دیگر معزز احباب اور کالج کے طلباء شامل تھے۔ جماعت کا احسن رنگ میں تعارف کروایا گیا۔

(محمد نعمت اللہ۔ صوبائی قائد کرناٹک)

انو دھرم سمیلن میں احمدی مبلغ کی تقریر

انو دھرم سمیلن کے تحت بنگلور میں مورخہ ۲-۳-۴ اکتوبر ۱۹۹۲ء کو ایک بہت بڑا جلسہ ہندو سادھو سنتوں اور پنڈتوں کی طرف سے منعقد ہوا۔ ان سے رابطہ کر کے جلسے میں تقریر کرنے کے لئے اجازت طلب کی گئی تو انہوں نے بخوشی اجازت دے دی۔ اور نہایت ہی خوش اخلاقی سے پیش آئے۔ جلسہ گاہ شہر کے ایک نہایت ہی گنجان آبادی والے علاقے میں تھا۔ جلسہ گاہ کا میدان ایک بڑا اسٹیڈیم ہے۔ یہاں تعلیم یافتہ مسلمان اور ہندو دونوں آباد ہیں۔ جلسے کو کامیاب بنانے کے لئے ان لوگوں نے روپیہ پانی کی طرح بہایا ہوا تھا۔ متعدد سادھو سنت پنڈت دہلی ہریدوار سے آئے ہوئے تھے۔ عیسائی بھی تھے۔ سب کے سب زعفرانی رنگ کے ملبوسات میں ملبوس تھے۔ ہزاروں لوگ جمع تھے۔ جلسہ کے لئے ۲/۱۰/۹۲ کو شام ساڑھے چھ بجے کا وقت مقرر ہوا۔ بنگلور شہر میں شاید ہی کبھی اس طرح کھلے میدان کے اسٹیج سے عوام کے روبرو احمدیت کا ذکر ہوا ہو۔ مورخہ ۲/۱۰/۹۲ کو شام کے چھ بجے ہم لوگ مکرم محمد صبغت اللہ صاحب کی کار میں جلسہ گاہ پہنچے۔ مکرم مولوی محمد کلیم خان صاحب مبلغ سلسلہ۔ مکرم فہیم احمد صاحب نور۔ ADP۔ مکرم محمد صبغت اللہ صاحب۔ مکرم بی۔ ایم۔ نثار احمد صاحب اور خاکسار سیکرٹری تبلیغ کو اسٹیج پر بٹھایا گیا۔

پہلے بھجن ہوا پھر اس کے بعد ایک گورو صاحب کی تقریر ہوئی۔ اس تقریر کے بعد مکرم مولوی محمد کلیم خان صاحب مبلغ سلسلہ کی تقریر ہوئی جسے سامعین نے تالیاں بجا کر سراہا۔ تقریر ختم ہونے کے بعد محترم محمد صبغت اللہ صاحب نے سادھوؤں کو اسلامی لٹریچر کا تحفہ پیش کیا۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ گویا اللہ تعالیٰ نے یہ جلسہ احمدیت کے پیغام کو پہنچانے کے لئے منعقد کیا ہوا تھا۔ کیونکہ مولوی صاحب کی تقریر ختم ہوتے ہی بارش شروع ہو گئی۔

اس جلسہ میں ٹی۔ وی۔ ریڈیو اور اخبارات والے بھی آئے ہوئے تھے۔ یہ پروگرام ٹی۔ وی پر ہفتہ کے دن دکھایا بھی گیا۔ اللہ تعالیٰ ہماری مساعی میں برکت دے۔ اور مقبول خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(محمد عظمت اللہ قریشی۔ سیکرٹری تبلیغ بنگلور)

ڈھاکہ (بنگلہ دیش) کا احمدیہ مشن جلا دیا گیا!

جنونی ملاؤں کی "خدمتِ اسلام"

قبل ازیں بھی قارئینِ بدر کو بنگلہ دیش کے جنونی ملاؤں کے گھناؤنے کردار کا علم ہو چکا ہے اب مزید تفصیلی اطلاع دیتے ہوئے تبشیر آفس لندن سے مکرم عبدالماجد صاحب طاہر تحریر کرتے ہیں کہ:-

مکرم میر مبشر علی صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کی طرف سے بذریعہ FAX یہ اطلاع ملی ہے کہ ۲۹ اکتوبر ۹۲ء بروز جمعرات بوقت نمازِ عصر چار بجے متعصب مولویوں اور ان کے مدارس کے طلباء نے جن کی تعداد چند سو تھی ہماری مرکزی مسجد اور مشن ہاؤس (واقع 4-BAKSHI BAZAR ROAD DHAKA-1211) پر اچانک حملہ کیا۔ ان حملہ آوروں نے مسجد اور مشن ہاؤس میں داخل ہو کر سب کمروں میں آگ لگا دی۔ جن میں ہماری لائبریری، پریس، نمائشی ہال وغیرہ شامل ہیں جملہ املاک کو نقصان پہنچایا۔ اور جماعتی MICROBUS کو نذرِ آتش کر دیا۔ قرآنِ پاک کے نسخوں کو بھی جلایا۔ اس کے علاوہ دیگر کتب اور لٹریچر کو بھی آگ لگائی۔ سب دروازوں اور کھڑکیوں کو توڑا پھوڑا۔ یہ لوگ RODS اور KNIVES، HOCKEY STICKS وغیرہ سے مسلح تھے۔ انہوں نے مسجد میں موجود چودہ احمدی احباب کو بھی مارا اور شدید زخمی کیا۔ جملہ زخمی احمدیوں کو میڈیکل کالج ہسپتال پہنچایا گیا۔ بعد میں پولیس کے چند دستوں نے آکر صورتحال کو قابو میں کیا اور فائر بریگیڈ والوں نے آکر آگ بجھائی۔ اللہ تعالیٰ احبابِ جماعت کو ہر شر سے محفوظ رکھے۔ اور ہر آن اُن کا حامی و ناصر ہو۔ آمین ؛

(ادارہ)

بوسنیا میں مسلمانوں کا قتلِ عام ہو رہا ہے۔ بقیہ صفحہ اوّل

اجازت دی ہے ہم اسے استعمال کریں گے۔

آپ نے فرمایا کہ ایران، پاکستان اور ترکی کی حکومتوں کو چاہیئے کہ باہم مشورہ سے اس بارے میں کوئی پروگرام بنائیں اور اپنی زمین بوسنیا کے مظلوم مہاجر مسلمانوں کے لئے پیش کریں۔ نیز جہاد کی تیاری کے سلسلہ میں ان لوگوں کی پوری پوری مدد کریں۔

حضرت امام جماعت احمدیہ نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ پر ہمیشہ یہ الزام عائد کیا جاتا رہا ہے کہ وہ جہاد کی منکر ہے حالانکہ جماعت احمدیہ کا ہمیشہ سے یہ موقف رہا ہے کہ قرآن مجید کی رُو سے بعض شرائط کے تحت ہی جہاد بالسیف لازم قرار پاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ آج بوسنیا کے حالات اس قسم کے ہیں کہ تمام شرائطِ جہاد وہاں پوری ہوتی نظر آتی ہیں۔

آپ نے بتایا کہ اسلامی جہاد کسی ایسی سرزمین پر نہیں ہو سکتا جس زمین کا قانون وہاں کے باشندوں کو اس کی اجازت نہ دے۔ انفرادی طور پر کسی ملک کے بسنے والے کو یہ حق نہیں کہ وہ اس ملک کے اندر رہتے ہوئے قانون شکنی کر کے کوئی کارروائی عمل میں لاوے۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں رہتے ہوئے مسلمانوں کو جہاد کی اجازت نہیں دی۔ ہجرت کا حکم اس لئے ہے کہ جب تم ظالم حکومت کے تابع ہو تو اگر تم جہاد کرنا چاہتے ہو تو تمہارا فرض ہے کہ پہلے وہاں سے ہجرت کرو۔ اور ایسے آزاد علاقہ میں جاؤ جہاں قوانین اس کی اجازت دیتے ہوں۔ لہٰذا مسلمان حکومتوں کا فرض ہے اور مسلمان حکومتیں جب اسے منظم کریں تو اُن کے ساتھ پورا تعاون کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اس لحاظ سے اگر پاکستان کسی ایسے منصوبہ کا اعلان کرے تو پاکستان کے رہنے والے احمدیوں کا فرض ہوگا کہ وہ اپنی سابقہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے مجاہدین کی صفِ اوّل میں شامل ہوں۔

حضرت امام جماعت احمدیہ نے تمام دنیا کے احمدیوں کو تحریک فرمائی کہ وہ دعاؤں کے ساتھ ساتھ بوسنیا کے ان مہاجر مظلوم مسلمان بھائیوں کے ساتھ بے پناہ ہمدردی و اخوت کا سلوک کریں۔ ان کے دکھوں کو بانٹنے کی کوشش کریں۔ اور اُن کے بچوں کو جو خدا کی خاطر یتیم بنائے گئے ہیں ان کی کفالت کا انتظام کریں۔

اخبارِ احمدیہ ..... بقیہ صفحہ اوّل

وہ اس سلسلہ میں مکمل نگرانی رکھیں۔ احبابِ جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ وہ اس مکروہ اور گھناؤنے کام سے بچیں ورنہ وہ خود اور اُن کی نسلیں تباہ و برباد ہو جائیں گی۔ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنا رُوح پرور خطبہ جاری رکھتے ہوئے عورتوں کو پردہ کی نصیحت فرمائی۔ حضور نے فرمایا کہ بے شک بعض عورتیں کہہ سکتی ہیں کہ وہ اپنے دنیوی امور کی سرانجام دہی کے باعث ویسا پردہ نہیں کر سکتیں جیسا نظام جماعت اُن سے تقاضا کرتا ہے۔ ممکن ہے ایسی عورتیں اپنے اس بیان میں کسی حد تک سچی بھی ہوں۔ اور اگر ان کے بیان میں چالاکی ہے تو ایسی عورتیں مجھے یا اُن مخلص احباب کو جو نصیحت کے مقام پر فائز ہیں ـــــ دھوکہ دے سکتی ہیں لیکن اُس خدا سے کس طرح بچ سکتی ہیں جو فرماتا ہے يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ (مومن: ۲۰) یعنی وہ اللہ آنکھوں کی خیانت کو جانتا ہے اور اُسے بھی جس کو سینے یا دِل چھپاتے ہیں۔

حضور انور کا یہ خطبہ جمعہ بذریعہ ڈش انٹینا "مسلم ٹیلی ویژن (احمدیہ)" پر دُنیا کے پانچ برِ اعظموں کے لاکھوں لوگوں نے براہِ راست سُنا اور دیکھا۔

احبابِ کرام پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازئ عمر، مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کے لئے دعائیں جاری رکھیں ؛

منظوری زعماء مجلس انصار اللہ بھارت

سال ۹۵-۱۹۹۲ء کے لئے درج ذیل زعماء کرام کی منظوری دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر رنگ میں خدمت بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

۱۔ سورو — مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب
۲۔ تیماپور — ״ مبارک احمد صاحب ایڈووکیٹ
۳۔ ارناکولم — ״ کے۔عمر صاحب
۴۔ کالکناڈ — ״ دی۔ اے محمد ماسٹر صاحب
۵۔ جمشیدپور — ״ سید نصیر الدین صاحب
۶۔ پٹنہ — مکرم پروفیسر شاہ عزیز احمد صاحب
۷۔ میلاپالیم — ״ سید احمد صاحب
۸۔ رشی نگر — ״ عبدالعزیز صاحب میر
۹۔ تیرور — ״ حیدروس کٹی صاحب۔

نامزدگی تا انتخاب:
(۱)۔ بمبئی : مکرم انوار احمد صاحب۔
(۲)۔ یادگیر : ״ سیٹھ محمد رفعت اللہ صاحب غوری۔

صدر مجلس انصار اللہ بھارت۔ قادیان

شکرانہ فنڈ

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے مختلف اوقات میں جہاں ابتلاؤں کے دور میں امتحان لیتا رہتا ہے وہاں اُن سے خوش ہوکر اُن کو روحانی اور دنیوی ترقیات سے بھی نوازتا رہتا ہے۔ ایسے احباب کو خوشیوں کے مواقع پر مثلاً ملازمت ملنے پر۔ شادی ہونے پر۔ امتحان میں نمایاں کامیابی پر۔ نیا مکان تعمیر ہونے وغیرہ پر خدا کے حضور شکریہ ادا کرتے ہوئے شکرانہ فنڈ صدر انجمن احمدیہ میں حسبِ توفیق رقم جمع کروانا چاہیئے۔ شکرانہ فنڈ صدر انجمن احمدیہ کی محاصلِ خالص کی مستقل مد ہے۔ احباب جماعت کو اس طرف توجہ دینی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ احباب جماعت کو اِس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا کرے۔

ناظر بیت المال آمد۔ قادیان

اِلتواءِ صُوبائی کانفرنس یو۔پی

احباب کرام کو مطلع کیا جاتا ہے کہ یو۔ پی کی صُوبائی کانفرنس جو مورخہ ۲۳-۲۲ نومبر کو بمقام راٹھ ہونا قرار پائی تھی بعض وجوہ کی بناء پر ملتوی کی جارہی ہے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

درخواستِ دُعا

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے اپنے خط مورخہ ۱۱/۱۱/۹۲ میں تحریر کیا ہے کہ "مورخہ ۱۰/۱۱/۹۲ کی دوپہر کو بی بی امۃ القدوس کو ہسپتال سے ڈسچارج کر دیا گیا ہے۔ ۱۳/۱۱/۹۲ کو ہسپتال جا کر چیک اَپ کروانا ہے۔ آنکھ میں دوائی ہر ایک گھنٹہ کے بعد ڈالی جارہی ہے۔ درد کی دوائیاں بھی دی جارہی ہیں۔ ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ آنکھ کا پھوڑا اب ٹھیک ہوتا جارہا ہے۔ پھیلاؤ کم ہو رہا ہے۔ اب پیپ نہیں ہے۔ مگر ایسا السر ٹھیک ہونے میں بہت دن لیتا ہے۔"

احباب جماعت تواتر سے محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ کی شفائے کاملہ وعاجلہ کے لئے دُعائیں کرتے رہیں۔

(اِدارہ)

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
پروپرائیٹر:- حنیف احمد کامران، حاجی شریف احمد
PHONE :- 04524 - 649.

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS - EXPORTERS - IMPORTERS
HIGHLY FASHION LADIES MADE-UP.
OF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES
AND SOLID BRASS NOVELTIES/GIFT ITEMS ETC.
MAILING ADDRESS } 4378/4B. MURARI LAL LANE, ANSARI ROAD, NEW DELHI-110002 (INDIA)
PHONES :- 011-3263992, 011-3282643.
FAX :- 91-11-3755121, SHELKA NEW DELHI.

بہترین ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور بہترین دُعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ہے (ترمذی)
C.K. ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339 (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

SUPER INTERNATIONAL
PHONES:- OFF :- 6376622 RESI :- 6233389
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT ADN EXPOR GOODS OF ALL KINDS.)
PLOT NO. 6. TARUN BHARAT CO-OP. SOCEITY LTD.
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD,
(ANDHERI EAST) BOMBAY - 400099.

ارشاد نبوی ؐ
لَا تَعُدْ فِی صَدَقَتِکَ
(اپنا صدقہ واپس نہ لے)
(منجانب)
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

طالبانِ دُعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶۔ مینگولین کلکتہ-۷۰۰۰۰۱

"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں"
(کشتی نوح)
NIR
Starline
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
CALCUTTA - 700015.
پیش کرتے ہیں:-
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربر پلاسٹک اور کینوس کے جوتے۔

YUBA
QUALITY FOOT WEAR
اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
(پیشکش)
یانی پولیمرز - کلکتہ-۷۰۰۰۴۶
فون نمبرز:-
43-4028-5137-5206